بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہ بِبَدْ رٍ وَّ اَنتُم اذِلَّۃ

جلد 47 — شمارہ 13

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal
Registration
No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

26 / ذیقعدہ 1418 ہجری 26 / امان 1377 ہش 26 / مارچ 1998ء

لندن ۲۱ / مارچ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ کل حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آیات قرآنیہ و احادیث نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملفوظات کی روشنی میں لقائے الٰہی کے حصول کے ذرائع بیان کرتے ہوئے تفصیل سے انکی وضاحت فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعا کرتے رہیں۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

اے مسلمانو اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی

خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے

اے مسلمانو اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کیلئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلواروں سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز قرآن شریف کی یہ تعلیم نہیں اور نہ کبھی آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ کوئی خونی مہدی یا خونی مسیح آئے گا جو جبراً مسلمان کرے گا اور انسانوں کو قتل کرنا اس کا کام ہوگا۔ جس مہدی یا مسیح نے آنا تھا وہ آچکا۔۔۔ یاد رکھو کہ اب جو شخص مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام پر آوے اور لیاقت صرف اتنی ہو کہ لوگوں کو تلوار کا خوف دکھلا کر مسلمان کرنا چاہے تو بلا شبہ وہ جھوٹا ہوگا نہ صادق جن کے ہاتھ میں خدا تعالیٰ سچائی اور آسمانی نشانوں کی تلوار دیتا ہے۔ ان کو اس لوہے کی تلوار کی کیا ضرورت ہے۔ یہ جہالت اور سخت نادانی ہے کہ اس زمانہ کے نیم ملا فی الفور کہہ دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جبراً مسلمان کرنے کیلئے تلوار اٹھائی تھی۔ اور انہی شبہات میں ناسمجھ پادری گرفتار ہیں مگر اس سے زیادہ کوئی جھوٹی بات نہیں ہوگی کہ یہ جبر اور تعدی کا الزام اس دین پر لگایا جائے جس کی پہلی ہدایت یہی ہے کہ لا اکرہ فی الدین یعنی دین میں جبر نہیں چاہئے بلکہ ہمارے نبی ﷺ اور آپ کے بزرگ صحابہ کی لڑائیاں یا تو اس لئے تھیں کہ کفار کے حملہ سے اپنے تئیں بچایا جائے اور یا اس لئے تھیں کہ امن قائم کیا جائے اور جو لوگ تلوار سے دین کو روکنا چاہتے ہیں۔ ان کو تلوار سے پیچھے ہٹایا جائے۔ مگر اب کون مخالفوں میں سے دین کیلئے تلوار اٹھاتا ہے۔ اور مسلمان ہونے والے کو روکتا ہے اور مساجد میں نماز پڑھنے اور بانگ دینے سے کون منع کرتا ہے۔ پس اگر ایسے امن کیوقت میں ایسا مسیح ظاہر ہو کہ وہ امن کا قدر نہیں کرتا بلکہ خوانخواہ مذہب کیلئے لوگوں کو تلوار سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بلاشبہ ایسا شخص جھوٹا کذاب مفتری اور ہرگز سچا مسیح نہیں ہے۔ مجھے تو خواہ قبول کرو یا نہ کرو مگر میں تم پر رحم کرکے تمہیں سیدھی راہ بتلاتا ہوں کہ ایسے اعتقاد میں سخت غلطی پر ہو۔ لاٹھی اور تلوار سے ہرگز ہرگز دین دلوں میں داخل نہیں ہو سکتا اور آپ لوگوں کے پاس ان بیہودہ خیالات پر دلیل بھی کوئی نہیں۔ صحیح بخاری میں مسیح موعود کی شان میں صاف حدیث موجود ہے کہ یضع الحرب یعنی مسیح موعود لڑائی نہیں کرے گا۔ تو پھر کیسے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو آپ لوگ اپنے منہ سے کہتے ہیں کہ صحیح بخاری قرآن شریف کے بعد اصح الکتب ہے۔ اور دوسری طرف صحیح بخاری کے مقابل پر ایسی حدیثوں پر عقیدہ کر بیٹھتے ہیں کہ جو صحیح بخاری کی حدیث کے منافی پڑی ہیں۔ چاہئے تھا کہ اگر کروڑ ایسی کتاب ہوتی تب بھی اس کی پرواہ نہ کرتے کیونکہ انکا مضمون نہ صرف صحیح بخاری کی حدیث کے منافی بلکہ قرآن شریف سے بھی صریح مخالف ہے۔ لیکن ایک پرانے عقیدہ کے ہونے کی وجہ سے آپ لوگ غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اور دوسرے ایک یہ بھی سبب ہے کہ آپ لوگوں کے زعم میں آپ کا فرضی مسیح اور مہدی تو ظاہر ہو کر اور تمام کافروں کو قتل کرکے ان کا مال آپ لوگوں کو دے دے گا اور تمام نفسانی خواہش پوری کر دے گا جیسا کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ لیکن میں تو اس لئے نہیں آیا کہ آپ لوگوں کو دنیا کے گندے مال میں مبتلا کروں اور آپ پر تمام ہوا و ہوس کے پورے کرنے کے دروازے کھول دوں۔ مگر میں اس لئے آیا ہوں کہ موجودہ دنیا کے حظ سے بھی کچھ کم کرکے خدا تعالیٰ کیطرف کھینچوں۔ پس حقیقت میں میرے آنے سے آپ لوگوں کو بہت حرج ہوا ہے۔ گویا تیرہ سو برس کے مال و متاع کی آرزوئیں خاک میں مل گئیں یا یوں کہو کہ کروڑ ہا روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ تو پھر میں آپ لوگوں کی نظر میں اچھا کیونکر ٹھہروں۔ لیکن خدا سے ڈرو اور روح اور راستی کی تلاش کرو۔ کیونکہ اگر تمہیں دنیا کی بادشاہت بھی مل جائے تو چونکہ وہ فانی ہے اور خدا تعالیٰ سے دور ڈالتی ہے۔ اس لئے ہیچ ہے جسمانی خیالات چھوڑ دو اور اپنے اندر روحانی خیالات پیدا کرو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ صلیبی مذہب کو تلوار سے شکست آئے گی بلکہ اس حرکت بیجا سے اسلام کی سچائی پر ہزار ہا اعتراض پیدا ہوں گے یہ کیا سفلہ پن اور کمینگی ہے کہ دشمن کے اعتراض کا تلوار سے جواب دیا جائے ایسا مذہب ہرگز ممکن نہیں کہ سچا ہو۔ دیکھو ہم حضرات پادری صاحبوں کو نہ تلوار سے بلکہ ملائم الفاظ سے بار بار اس طرف بلاتے ہیں کہ آؤ ہم سے مقابلہ کرو کہ دونوں شخص یعنی حضرت مسیح اور سیدنا محمد ﷺ سے روحانی برکات اور افاضت کی رو سے زندہ کون ہے۔ اور جس طرح خدا کے نبی پاک نے قرآن شریف میں کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ تو میں سب سے پہلے اس کی پرستش کروں گا ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اے یورپ اور امریکہ کے پادریو! کیوں خوانخواہ شور ڈال رکھا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں ایک انسان ہوں جو کروڑ ہا انسانوں میں مشہور ہوں آؤ میرے ساتھ مقابلہ کرو مجھ میں اور تم میں ایک سال کی مہلت ہو اگر اس مدت میں خدا کے نشان اور خدا کی قدرت نما پیشگوئیاں تمہارے ہاتھ سے ظاہر ہوئیں اور میں تم سے کمتر رہا تو میں مان لوں گا کہ مسیح ابن مریم خدا ہے۔ لیکن اگر اس سچے خدا نے جس کو میں جانتا ہوں اور آپ لوگ نہیں جانتے مجھے غالب کیا اور آپ لوگوں کا مذہب آسمانی نشانوں سے محروم ثابت ہوا تو تم پر لازم ہوگا کہ اس دین کو قبول کرو۔

اب اے مسلمانو اگر تمہیں کچھ غیرت ہے اور کچھ حیا ہو تو آئندہ گالیاں دینا اور کافر کافر کہنا موقوف کرکے یہ تماشا دیکھو۔ پادری صاحبوں کے پاس جاؤ اور میرا یہ اشتہار اُن کو دکھاؤ اور ان کو میرے ساتھ آویزاں کردو اور پھر دیکھو کہ غالب کون ہوتا ہے دیانت اور امانت کی راہ کو اختیار کرو کہ ناپاک ہے وہ راہ جو خیانت سے بھری ہے اور پلید ہے وہ طریق جو شرارت اور ظلم اپنے ساتھ رکھتا ہے۔

(تریاق القلوب طبع سوم ۱۹۳۸ صفحہ ۲۶ تا ۳۰)

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کیطرف سے

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اُس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کردے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بے خوف و بے گزند
یعنے وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان : :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان　اداریہ　26مارچ 1998

پاکستان کے بعد
اب ہندوستان میں بھی دیو بندی فرقہ پرستی کا زہر

یہ بات یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ ملاؤں کی طرف سے ہندوستان میں فرقہ پرستی کا بیج ٹھیک انہی دنوں پھیلایا گیا جبکہ پاکستان کا فوجی ڈکٹیٹر اپنی مذہبی اور سیاسی چالوں سے نہ صرف پاکستان میں اپنے عرصہ اقتدار کو بڑھانے کی فکر میں تھا بلکہ وہ اس تمام ریجن کو اپنی انتہا پسندانہ سرگرمیوں کے نتیجہ میں ابتری اور افراتفری کے ماحول میں دھکیل دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ ۱۹۸۶ء میں جب وہ اپنے صدارتی آرڈی ننسوں کے ذریعہ مذہبی منافرتوں کے بیج بکھیر رہا تھا اور خطے کے ملکوں کیلئے الگ انتہا پسندی کی سکیمیں تیار کر رہا تھا تو عین انہی دنوں ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے ملاؤں نے بھی تحفظ ختم نبوت کے نام سے دیوبند میں ایک کانفرنس منعقد کر دی اور پھر اس کانفرنس کے بعد سعودی عرب کی مالی امداد کے ذریعہ اپنے پاکستانی آقاؤں کے اشاروں پر کام کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اس وقت سے لیکر اب تک پاکستان کی فرقہ پرستی پھیلانے والی اشتعال انگیز کتابیں دیوبندیوں کی جانب سے یہاں لگاتار چھپ رہی ہیں جن میں ایک طرف تو مسلمان فرقوں کے درمیان منافرت کی باتیں ہیں تو دوسری طرف غیر مسلموں سے نفرت اور فساد کی ہدایات واضح طور پر کھلے عام شائع کی جا رہی ہیں۔

کچھ سال پہلے دارالعلوم ندوۃ العلماء سے پولیس نے چند انتہا پسندوں کو گرفتار کیا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے اخبار "دینک جاگرن" اپنے اداریہ "پاکستان کا کوچکر" کے عنوان سے لکھتا ہے۔

> "پاکستان کے ذریعہ بھیجے گئے غیر قانونی ہتھیاروں کے ایک ذخیرے کا سہارنپور میں پکڑا جانا یقیناً ایک سنگین مسئلہ ہے۔ اگرچہ یہ بات کئی بار دہرائی جا چکی ہے کہ اترپردیش دھیرے دھیرے بین الاقوامی انتہا پسندوں کا بہت بڑا گڑھ بنتا چلا جا رہا ہے"۔

اخبار آگے لکھتا ہے۔

> "کچھ سال پہلے۔۔۔ ندوۃ اسلامی یونیورسٹی کے بورڈنگ میں پولیس نے چھاپہ مار کر کچھ انتہا پسندوں کو گرفتار کیا تھا لیکن سیاسی مداخلت سے ایسی حالت پیدا کر دی گئی کہ سبھی انتہا پسند چھوڑ دیے گئے۔　(دینک جاگرن لکھنؤ ۲۴ر ستمبر ۱۹۹۶)

۱۹۸۶ء کے دارالعلوم دیوبند کے جلسہ تحفظ ختم نبوت کے بعد بھارت میں کئی جگہوں پر احمدیوں کو نقصانات پہنچانے اور توڑ پھوڑ کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن اس کے خلاف نہ تو کسی مسلم اخبار کی طرف سے آواز اٹھائی گئی اور نہ ہی بھارت کے نیشنل پریس نے اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا یہاں تک کہ ان تخریبی کانفرنسوں کا سلسلہ بھارت میں مختلف جگہوں پر چلتا رہا۔ بالآخر سال ۱۹۹۷ء کے ماہ جون میں دہلی میں تحفظ ختم نبوت کے نام پر پھر ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں حکومت ہند سے اپیل کی گئی کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اور پھر گزشتہ سال ماہ نومبر میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں جس کے متعلق اخبار دینک جاگرن کا حوالہ ہم اوپر درج کر چکے ہیں کچھ اسلامی ممالک کے تعاون سے ختم نبوت کے نام پر ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔

ان کانفرنسوں کے ساتھ ساتھ احمدیوں اور دیگر غیر مسلموں کے خلاف نہایت اشتعال انگیز کتابیں بھی پورے ہندوستان میں پھیلائی جا رہی ہیں۔ ان کتابوں میں "قادیانی مسائل" اور "قادیانی مردہ" "قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق" وغیرہ کتب قابل ذکر ہیں۔ جن میں احمدیوں کے خلاف اشتعال کے ساتھ ساتھ دیگر غیر مسلموں کو بھی نشانۂ منافرت بنایا گیا ہے۔ یہ بات خاص طور پر سمجھے جانے کے قابل ہے کہ ایک عام آدمی جب ان کتابوں کو ہاتھ لگاتا ہے تو انہیں صرف اور صرف احمدیوں یعنی قادیانیوں کے خلاف ہی قرار دے کر خاموش ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر تمام کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھا جائے تو اس میں نہ صرف دیگر مسلمان فرقوں کے درمیان نفرت و فرقہ پرستی کی تعلیم نکلتی ہے بلکہ غیر مسلم بھائیوں کے خلاف بھی نہایت اشتعال انگیز تحریرات ملتی ہیں چنانچہ ذیل میں ہم مذکورہ کتابوں کی بعض منافرت پھیلانے والی تحریرات کو اپنے انصاف پسند قارئین کے علم کیلئے پیش کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر کتاب "قادیانی مسائل" میں جو پاکستانی عالم "حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی" کی کتاب ہے اور جسے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے ہندوستان سے شائع کیا ہے اور جس میں احمدیوں کو کافر اور مرتد قرار دیتے ہوئے واجب القتل قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔

> "ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے اس لئے جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں وہ مرتد اور زندیق ہیں"۔

پھر لکھتے ہیں۔

> "مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے (یعنی تین دن بھی قید کر کے رکھا جائے ناقل) لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اُسے قتل کر دیا جائے جمہور ائمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دا[illegible]ں کا ایک ہی حکم ہے۔"

پھر لکھتے ہیں۔ "زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے"

(قادیانی مسائل صفحہ ۔۱۳)
اصل حوالہ کا عکس دیکھیں صفحہ ۱۴ پر

مزید اسی کتاب میں لکھا ہے۔

> "جملہ قسم کے مرزائی مرتد دائرۂ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں"۔

(ایضاً صفحہ ۱۶) عکس دیکھیں صفحہ ۱۴ پر

یہ تو ہے دیوبندیوں کی احمدیوں کے بارے میں تعلیم اب ہم دیکھتے ہیں دیگر فرقوں کے ملاں لوگ دیوبندیوں کے بارے میں کیا تعلیم دیتے ہیں بریلوی علماء دیوبندیوں کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں اور ان کا ارتداد کفر سخت اشد درجے تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد و کافر ہے"۔

گویا دیوبندیوں پر بھی ارتداد کی وہی سزا لاگو ہو گی جو وہ احمدیوں پر لگاتے ہیں۔ یعنی بریلوی علماء ان کو تین دن تک مہلت دے کر ان کے شبہات کو دور کر کے انہیں بریلوی اسلام کی طرف لانے کی کوشش کریں گے اور اگر وہ بریلوی اسلام نہ قبول کریں تو تمام دیوبندیوں کا قتل واجب ہو جائے گا۔

جہاں تک ملاؤں کا شیعوں کو کافر اور واجب القتل قرار دینے کا فتویٰ ہے یا شیعوں کے سنیوں کو واجب القتل قرار دینے کے فتاویٰ ہیں ان کو درج کرنے کی یہاں ضرورت نہیں آج کل کے پاکستانی حالات میں ان فتاویٰ پر دل و جان سے عمل ہو رہا ہے۔

اب مذکورہ فتاویٰ کی روشنی میں ملاؤں کے نزدیک تمام ممالک کے مسلمان یعنی شیعہ سنی وہابی۔ دیوبندی بریلوی قادیانی سب ہی واجب القتل قرار پائے گویا ان فتاوی پر عمل اور مسلمانوں کا اپنی ہی تلواروں سے ایک دوسرے کا قتل ایک برابر ہے۔

اس مقام پر پہنچ کر ایک ذی ہوش اور عقلمند مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ تمام ممالک کے یہ ملاں جو مسلمانوں کے قتل کے ہی فتوے دے رہے ہیں کہیں غیروں کے ہاتھوں کی کٹھ پتلیاں تو نہیں کہ کوئی جیسا چاہے ان کو استعمال کرے۔

یہ تو تھے مسلمانوں کے قتل کے فتوے اب ان ملاؤں کے غیر مسلموں کے متعلق فتوے ملاحظہ فرمائیے۔

کتاب "قادیانی مسائل" میں ہی لکھا ہے۔

☆...... کیا قادیانیوں یا کسی غیر مسلم سے دوستی رکھنا جائز ہے۔

جواب: حرام ہے۔　(قادیانی مسائل صفحہ ۔۱۷)　اصل حوالہ کا عکس دیکھیں صفحہ ۱۴ پر

پھر کتاب "قادیانی مردہ" میں پاکستانی دیوبندی عالم محمد یوسف لدھیانوی غیر مسلموں سے امتیازی سلوک کے بارہ میں لکھتا ہے۔

> "حضرات فقہا نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیر مسلم کا مکان ہے۔ تاکہ کوئی مسلمان وہاں کھڑا ہو کر دُعا و سلام نہ کرے"۔　(صفحہ ۱۶)

اصل حوالہ کا عکس دیکھیں صفحہ ۱۴ پر

حیرت کی بات ہے کہ پاکستانی دیوبندی عالم کی ان "دیوبندی رواداری" کی تعلیمات کو من و عن ہندوستان میں شائع کر کے نہ صرف مسلمان فرقوں کے درمیان خانہ جنگی کی بنیاد کھڑی کی جا رہی ہے بلکہ رہی سہی کسر غیر مسلموں کو اشتعال دلا کر پوری کی جا رہی ہے۔

دیوبندیوں سے ہماری گزارش ہے کہ دیوبندی عالم محمد یوسف کی یہ تعلیم پاکستان میں تو چل سکتی ہے لیکن بھارت میں نہیں کیونکہ پاکستان کے کسی گاؤں میں اگر ہزار مکان مسلمانوں کے ہیں تو چند ہندوؤں کے ہوں گے ان میں تو نشان لگ بھی جائیں گے لیکن ہندوستان کے اکثر مقامات میں تو ہزار ہندوؤں کے مکانوں کے مقابل پر چند گھر مسلمانوں کے ہیں یہاں کتنے ہندوؤں کے مکانات پر نشانات لگائے جائیں گے اور کیا ایسے نشانات لگانے سے پہلے پہلے ہندو یا دیگر غیر مسلم مسلمانوں کا ہی کام تمام نہ کر دیں گے۔ اسلام و مسلمانوں کے ہمدرد ان ملاؤں سے ہماری عرض ہے کہ وہ اپنے اس اسلام کو مسلمانوں سے دور ہی رکھیں تو بہتر ہے اہل انصاف اور دانشمند مسلمان ذرا ٹھہر کر غور کریں کہ کیا اگر ان ملاؤں کے اسلام کو جاری کر دیا جائے تو ہندوستان میں بھی پاکستان کی طرح مسلمانوں کی ہی تلواروں سے مسلمانوں کے خون کی ندیاں نہ بہہ جائیں گی اور رہی سہی کسر وہ متعصب غیر مسلم نہ پوری کر دیں گے جن کے خلاف احمقانہ فتوے ان ملاؤں نے دئے ہیں اور جن کا کسی قدر ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔

آئندہ گفتگو میں ہم جمیعۃ العلماء اور دیوبندیوں کی اس قرارداد پر کسی قدر تبصرہ کریں گے جو انہوں نے حکومت ہند کی خدمت میں پیش کی ہے۔

(باقی)　......منیر احمد خادم......

خطبہ جمعہ

اللہ کی تقدیر تو بہر حال غالب آنی ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ضرور اپنے کرشمے دکھائے گی اور جو بھی کرشمہ دکھائے گی وہ لازماً جماعت کے حق میں ہوگا

پاکستان کے آئینی بحران پر تبصرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۸؍ نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۸؍ نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
الٓمّٓ. ذٰلِكَ الكِتابُ لارَيبَ فِيهِ. هُدىً لِلمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤمِنُونَ بِالغَيب.
وَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقنٰهُم يُنفِقُونَ
(سورۃ البقرہ آیات ۲ تا ۴)

نمازوں کے متعلق جو خطبات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اسی تعلق میں مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ایسے اقتباس چنے ہیں جو تقویٰ کے بنیادی کردار پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ اس کے بغیر کوئی بھی حصول نعمت ممکن نہیں۔ حصول نعمت سے مراد اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں اور بغیر تقویٰ کے ممکن ہی نہیں کہ ہم کسی قسم کے احسانات کا مورد بن سکیں۔ لیکن اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے میں بظاہر ایک غیر متعلق مضمون سے بات شروع کرنا چاہتا ہوں۔ بظاہر غیر متعلق ان معنوں میں کہ یہ تقویٰ اور نماز کی باتیں ہو رہی ہیں اس میں پاکستان کے حالات کا معاً کیا ذکر آ گیا، کیا وجہ پیدا ہو گئی کہ پاکستان کے حالات کی طرف ہم متوجہ ہوں۔ ظاہراً تو کوئی تعلق نہیں لیکن فی الحقیقت وہاں جو کچھ ہو رہا ہے تقویٰ کی کمی کی وجہ سے ہو رہا ہے اور اس تعلق میں جو آئینی بحران ہے اس کے متعلق بعض دوستوں کی خواہش ہے کہ میں آج کے خطبے میں ضرور کچھ روشنی ڈالوں کیونکہ بہت گہری اور اہم تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ایک بڑا حصہ پاکستان میں بستا ہے جو بھی تبدیلیاں ہونگی ان پر اثر انداز ہونگی اور بیرونی دنیا پر بھی ایسی تبدیلیاں اثر انداز ہو سکتی ہیں اس لئے میں نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور آج میں اسی ذکر سے خطبے کا آغاز کرتا ہوں۔

پاکستان میں جو آئینی بحران پیدا ہو رہا ہے اس کا ایک بہت گہرا اور لمبا تعلق جماعت احمدیہ سے پاکستان کے سلوک سے ہے۔ آج وہاں جو جو باتیں بھی ہوں، جس قسم کی وجوہات پیش کی جا رہی ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان معاملات کے جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق کو کاٹا نہیں جا سکتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک لمبے عرصے سے جماعت احمدیہ کے خلاف جو جو بھی ظالمانہ کارروائیاں ہوا کرتی تھیں جماعت احمدیہ عدالت کی طرف رجوع کر کے ان سے اپنی دادرسی چاہتی تھی اور بہت حد تک ان کو چھوٹی عدالتوں سے انصاف مل جاتا تھا یہاں تک کہ ناانصافی کا پانی اونچا ہونا شروع ہوا اور چھوٹی عدالتیں علماء کے خوف اور ان کے دباؤ میں ڈوب گئیں اور یہ ناانصافی کا پانی اور اونچا ہونا شروع ہوا۔ ہر ایسے موقع پر جبکہ نچلی عدالتوں کے انصاف کے دروازے بند ہو جایا کرتے تھے جماعت احمدیہ نسبتاً اونچی عدالتوں کی طرف رجوع کرتی تھی اور ضلعی اونچی عدالتیں اس زمانے میں بڑی توجہ سے جماعت کے معاملات پر غور کرتی تھیں اور بسا اوقات جرأت کے ساتھ انصاف کا ساتھ دیتی تھیں اور جماعت احمدیہ کے حقوق بحال کر دئے جاتے تھے۔ جن کو بھی اس گزشتہ مظالم کی داستان کا علم ہے وہ جانتے ہیں کہ ہمیشہ یہی ہوا کرتا تھا۔ آغاز میں ایک مجسٹریٹ بھی جماعت کے معاملے میں انصاف سے کام لیا کرتا تھا۔ جب وہاں ناانصافی کا دور دورہ ہوا اور مجسٹریٹ کو مخالفانہ آراء نے دبا لیا تو پھر ضلع کی اونچی عدالتوں نے ہمیشہ جماعت کا ساتھ دیا اور بسا اوقات خطاب میں مَیں ان کی تعریف بھی کیا کرتا تھا، ان کے لئے دعا کی طرف بھی متوجہ کرتا تھا۔ پھر ایک دور آیا کہ یہ پانی اور اونچا ہوا اور ناانصافی کا دباؤ محض نیچے سے ہی نہیں اوپر سے بھی ان عدالتوں پر پڑنے لگا۔ اس بناء پر مجھے یہ معلوم ہوا کہ دراصل آغاز میں جب چھوٹی عدالتوں نے ناانصافی شروع کی تھی تو محض عوامی دباؤ کے نتیجے میں ایسا نہیں تھا، حکومت نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ حکومت نے ان پر یہ دباؤ ڈالا تھا کہ اگر تم ایسے فیصلے کرو گے تو ہم تمہیں عوام سے کسی قسم کی حفاظت مہیا نہیں کریں گے اس لئے لازماً تمہیں ایسے فیصلے کرنے چاہئیں جو خود تمہاری حفاظت کا موجب بنیں اور عوام کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ اپنے فساد کا منہ تمہاری طرف پھیر سکیں۔ یہ بات اس وقت ظاہر ہوئی اور ہمیں انتظار تھا کہ دیکھیں آئندہ حکومت کیا کرتی ہے۔ تو جیسا کہ میں نے عرض کیا شروع شروع میں ضلعی اعلیٰ عدالتوں کی طرف سے ہمیں انصاف ملتا رہا اور پھر اچانک ان کی طرف سے بھی انصاف ملنا بند ہو گیا اور یہ وجہ تھی کہ نیچے کا دباؤ بھی تھا اور اوپر کا دباؤ بھی تھا۔ ویسی ہی صورت تھی جیسے حضرت نوحؑ کے زمانے کے سیلاب کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے کہ آسمان بھی پانی برسا رہا تھا اور زمین سے بھی تنّور پھوٹ پڑا تھا۔ یعنی نیچے سے بھی اور اوپر سے بھی ایسا پانی برس رہا تھا جو غرق کرنے کے لئے برس رہا تھا، بچانے کیلئے نہیں۔ چنانچہ جب یہ دو پانی بہہ گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر ان کی ہلاکت کا مضمون یقینی ہو گیا۔ بعینہٖ یہی صورت جو حضرت نوحؑ کے طوفان کی ہے وہ ہم اپنے ملک میں بھی کار فرما دیکھ رہے ہیں۔ نیچے کا پانی یعنی عوامی دباؤ جو مولویوں کا دباؤ تھا جسے عوامی دباؤ کی صورت دے دی گئی اور اوپر کا دباؤ یعنی حکومت کا دباؤ یہ دونوں پانی جب ملے ہیں تو پھر وہاں احمدیوں کے لئے کوئی بھی جائے پناہ باقی نہیں تھی۔

چنانچہ وکلاء نے مشورہ دیا کہ ان سے اونچی عدالتوں میں جایا جائے اور ہائی کورٹ کی طرف رجوع کیا۔ اور آغاز میں ہائی کورٹ نے ہمیشہ انصاف کی حمایت کی لیکن پھر ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو نچلی عدالتوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے اور ایسے ظالم جسٹس وہاں مقرر کئے گئے جن کو حکومت کی ہدایت بھی تھی اور علماء کا براہ راست دباؤ بھی تھا کہ احمدیوں کے معاملے میں تم نے ہرگز انصاف مہیا نہیں کرنا۔ جسٹس خلیل الرحمان جو کوئٹے کے ہیں انہوں نے بھی اس سلسلے میں نہایت بھیانک کردار ادا کیا تھا۔ احمدیوں کے خلاف سب سے گندہ فیصلہ اور ظالمانہ فیصلہ لکھنے میں جسٹس خلیل الرحمان کا نام ہمیشہ باقی رہے گا۔ یعنی عزت کے ساتھ باقی نہیں رہے گا بلکہ وہ ذلت کے ساتھ باقی رہیگا جو ہمیشہ خدا کے منکرین اور انبیاء کا مقابلہ کرنے والوں کے نصیب میں لکھی جاتی ہے۔ پس جسٹس خلیل الرحمان جو کوئٹے کے سپریم کورٹ کی عدالت کے جسٹس ہیں۔ دو جسٹس ہیں وہاں سپریم کورٹ کے، ان میں سے ایک خلیل الرحمان صاحب بھی ہیں۔ ان کا حالیہ فیصلہ اس بحران کا موجب بنا ہے جو اس وقت درپیش ہے۔ مگر بہر حال اب میں واپس پھر اس سلسلے کی تاریخ بیان کرتا ہوں کہ ہائی کورٹ نے ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ کا ساتھ دیا اور ہر وہ ضمانت جو ایسے عدالتی کیسز (Cases) کے متعلق تھی جو کوئی وجہ جواز رکھتے ہی نہیں تھے ہر ایسی ضمانت کو شروع میں ہائی کورٹ نے قبول کیا مثلاً ۲۹۵۔ سی کے مقدمات تھے جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ان کی ضمانت نہیں ہو سکتی یہ قانون میں داخل ہے مگر عدالت عظمیٰ نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ان کی ضمانت ہو سکتی ہے کیونکہ بنیاد ہی جھوٹی ہے اور یہ کیس اس دفعہ سے تعلق ہی نہیں رکھتا کہ جس میں نعوذ باللہ احمدیوں نے حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی ہو۔ کچھ عرصے کے بعد ہائیکورٹ کا رویہ بدل گیا۔ ایسے جسٹس وہاں مقرر کئے گئے جن کا مختصر ذکر میں نے کیا ہے اور ان پر علماء کا دباؤ بھی ایسا تھا کہ بہت سے ایسے اقتباسات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفاء کی کتابوں میں تھے انہیں نکال کر، توڑ مروڑ کر ان کے سامنے یہ مؤقف دیا گیا کہ جب احمدی آنحضرت ﷺ پر سلام اور درود بھیجتے ہیں تو بیچ میں سے ان کے دل میں حضرت مسیح موعود

علیہ السلام یعنی مرزا غلام احمد قادیانی ہوتے ہیں اور اوپر سے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیج رہے ہیں۔ اوپر سے ان کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اندر سے مرزا غلام احمد کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اس موقع پر میں نے اپنے وکلاء کو بارہا یہ توجہ بھی دلائی کہ تمام دنیا میں جو انصاف کا تصور ہے وہ ملزم سے پوچھا کرتا ہے یعنی جج کا فرض ہے کہ ملزم سے پوچھے کہ کیا تم جب بھی کلمہ پڑھتے ہو تو دل میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیتے ہو؟ کیا تم جب بھی درود بھیجتے ہو تو کیا دل میں مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیجتے ہو؟ یہ ایک بنیادی تقاضا ہے عالمی قانون کا جسے پورا کرنا ہر جج کا فرض ہے۔

کسی جماعت کے عقیدے کو ہر فرد کے اوپر اگر وہ عقیدہ ان کے نزدیک قابل اعتراض بھی ہو، ہر فرد بشر پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ مؤقف ان کا یہ تھا کہ ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم جھوٹے ہو، ان کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بزرگ جن کی یہ کتابیں ہیں وہ یہ سمجھا کرتے تھے کہ جب محمد رسول اللہ کا نام لو تو دل سے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام لیا کرو اس سے زیادہ وہ اور کچھ ثابت نہیں کر سکتے تھے۔ یعنی جھوٹے الزام کو اگر تسلیم کرنا بھی تھا تو اس صورت میں کیا جا سکتا تھا۔ عالمی قانون کا تقاضا تھا کہ ہر ملزم سے پوچھا جاتا کہ یہ کتابیں ہیں جن سے ہم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ تم چونکہ اس جماعت کے ممبر ہو تمہارا یہ عقیدہ ہونا چاہئے۔ کیا ہے؟ کیا واقعۃً تمہارا یہ عقیدہ ہے؟ تو وہ جس پر الزام لگایا گیا تھا بڑی جرأت کے ساتھ کہہ سکتا تھا کہ میں اس عقیدے پر لعنت ڈالتا ہوں اور میرا اس عقیدے سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جب بھی میں لا الٰہ الّا اللّٰہُ محمدٌ رّسولُ اللّٰہ پڑھتا ہوں تو اس رسول مکّی و مدنی کے سوا میرا ذہن کسی اور کی طرف منتقل نہیں ہوتا جو خاتم النبیین تھا۔ اور جب بھی میں آپؐ پر درود بھیجتا ہوں آپؐ کے سوا کسی اور پر درود نہیں بھیجتا سوائے اس کے کہ درود خود آل کو شامل کرتا ہے اور اس شمولیت میں میرا قصور نہیں بلکہ اگر قصور سمجھتے ہو تو درود بنانے والے کا قصور ہونا چاہئے۔ لیکن جہاں تک محمدؐ رسول اللہ کا تعلق ہے جب بھی میں درود بھیجتا ہوں آپؐ کے سوا کسی پر درود نہیں بھیجتا۔ محمدؐ نام سے وہی محمدؐ مراد ہیں جو مکّہ اور مدینہ کے محمدؐ ہیں، جو خدا کے آخری صاحب شریعت رسول تھے۔ یہ جواب عدالت کی طرف سے ہر ظالمانہ کارروائی کی راہ میں حائل ہو سکتا تھا اور ہونا چاہئے تھا مگر انصاف کے اس بنیادی تقاضے کو کبھی بھی احمدیوں کے حق میں قبول نہیں کیا گیا اور ان سے پوچھے بغیر ان کے خلاف فیصلے دے دئے گئے حالانکہ ان سے پوچھنا چاہئے تھا یہ تمہارا عقیدہ ہے یا نہیں ہے۔ وہ جرأت سے کہتے ہرگز نہیں ہے۔ پھر دنیا کا کوئی قانون ان کو ملزم اور مجرم نہیں بنا سکتا تھا۔

پس اس پہلو سے ایک لمبے عرصے تک مظالم کا پانی اوپر چڑھتا رہا اور اس عدلیہ کے ظلم میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہائی کورٹ بھی ڈوب گئی اور ان کے ہاں سے انصاف کا تصور کلیۃً غائب ہو گیا۔ پس ان سے اوپر کی پہاڑی سپریم کورٹ کی پہاڑی رہ جاتی تھی جس پر احمدی پناہ لے سکتے تھے اس پہاڑی پر بھی پانی چڑھ گیا اور ایک ایسا بحران قائم ہوا جسے ہم دستوری بحران کہہ سکتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے بھی ان لوگوں کی حمایت کی جو ظلم کی حمایت کرنے والے تھے۔ اب بظاہر احمدیوں کے لئے یہ پہاڑیاں ڈوب گئیں لیکن وہ خدا جس کے علم میں تھا کہ ان کے لئے پہاڑیاں ڈوب جائیں گی اس نے ہمارے لئے کشتی نوح کا انتظام کر رکھا تھا۔ ایسا انتظام کر رکھا تھا جس نے کبھی ڈوبنا نہیں تھا۔ جن پہاڑیوں کو یہ ڈبو رہے تھے یہ اپنی نجات کی راہوں کو ختم کر رہے تھے، اپنی پناہ گاہوں کو ڈبو رہے تھے۔ آج جو بحران ہے وہ بعینہٖ یہی صورت ہے۔ ان لوگوں نے جنہوں نے احمدیوں کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ چھوڑی، اپنے لئے بھی کوئی پناہ گاہ نہ چھوڑی۔ **اب وہ سب عدالتیں اس پانی میں ڈوب چکی ہیں جو غرقابی کا پانی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر اترا ہے اور اس سے نجات کی اب ان کیلئے کوئی راہ باقی نہیں۔ وہ ملک جس کا آئین ڈوب جائے، وہ ملک جس کا آئین جماعت احمدیہ یعنی سچائی کی مخالفت کر رہا ہو اور خدا تعالیٰ اسے غرق کر دے اس کے لئے کوئی پہاڑی باقی نہیں رہا کرتی۔**

یہی وہ مماثلت ہے جس کی وجہ سے میں نے حضرت نوحؑ کا ذکر کیا۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے کا بھی یہی خیال تھا کہ وہ پہاڑیاں مجھے پناہ دیں گی لیکن ایک پہاڑی سے اوپر منتقل ہوتے ہوئے آخر اس کے لئے ناممکن ہو گیا کہ کسی ایسی جگہ پہنچے جہاں سیلاب کا پانی اس کی پناہ گاہ کو غرق نہ کر دے۔ پس بعینہٖ یہی صورت اس وقت پاکستان کے آئینی بحران کی ہے۔ ان لوگوں کو بارہا میں نے سمجھایا، خطبات کا ایک سلسلہ ہے جو اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے خوب متنبہ کیا۔ میں نے کہا جو جو ذرائع تم نے جماعت کے خلاف استعمال کئے ہیں تقدیر الٰہی نے ہمیشہ تم پر الٹائے ہیں۔ کوئی ایک استثناء بنا کے دکھاؤ۔ ہمیشہ جو کچھ تم جماعت پر کرتے رہے اللہ کی تقدیر نے انہیں تم پر الٹا دیا اور آئندہ یہی ہو گا۔ لیکن جنہوں نے عقل نہیں کرنی، جن کو کبھی عقل نہیں آیا کرتی یہ وہ آنکھوں والے ہیں جو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی اندھے ہیں، وہ کانوں والے ہیں جو کانوں سے سنتے ہوئے بھی بہرے ہیں۔ اور اب قوم کو ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا ہے جس سے نکلنے کا کوئی رستہ باقی نہیں سوائے اس کے یہ سارا قانون بھاڑ میں جھونک دیا جائے اور از سر انصاف پر مبنی قوانین بنائے جائیں۔ اب اس کے سوا کوئی رستہ دکھائی نہیں دے رہا۔ اگر یہ پانی میں ڈوبا ہے اس لئے کہ اسے آگ میں جھونکنا پڑتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ قانون تو گیا۔ اب یہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اب قوم کے دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ قانون میں وہ رخنے نہیں رہنے دیئے جائیں گے جن رخنوں کی راہ سے ملائیت قانون میں داخل ہوتی ہے۔ جن رخنوں کی راہ سے ناانصافی قانون میں داخل ہوتی ہے، جن رخنوں کی راہ سے ناانصافی قانون میں داخل ہوتی ہے۔ ایک ہی قانون ہے جو ملک کی حفاظت کر سکتا ہے جو قانون قائد اعظم نے اپنے بیانات میں پیش کیا اور جس دستور کا قائد اعظم نے تصور باندھا تھا۔ اس میں ایک بھی ایسا رخنہ نہیں تھا جس کے ذریعے ملاں اس دستور میں دخل اندازی کر سکے۔

پس اب دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اگر تو انہوں نے عقل حاصل کی، نصیحت پکڑی اور آئندہ جو قانون بنائے جائیں ان میں قائد اعظم کے تصور کی طرف واپس لوٹ گئے تو چونکہ وہ تصور انصاف کا تصور تھا اس لئے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی صورت ہے جو اس ملک کو آئندہ ہلاکتوں سے بچا لے گی۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو **اللہ کی تقدیر تو بہرحال غالب آنی ہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ضرور اپنے کرشمے دکھائے گی اور جو بھی کرشمہ دکھائے گی وہ لازماً جماعت احمدیہ کے حق میں ہوگا۔** یہ وہ تقدیر ہے جس کو ملاں بدل نہیں سکتا۔

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزّت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

یہ وہ تقدیر مبرم ہے جو آپ دیکھیں گے کہ لازماً اسی طرح ظاہر ہو گی جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا۔

اب میں اس مضمون کی طرف واپس آتا ہوں جو بنیادی مضمون اور تقویٰ کا مضمون ہے جس کا عبادتوں سے بہت گہرا تعلق ہے۔ تقویٰ میں بھی ایک عجیب بات ہے کہ **جوں جوں تقویٰ کا پانی اونچا ہوتا ہے یہ ان کی حفاظت کے سامان کرتا ہے جو اس پانی کی سطح کے ساتھ ساتھ بلند ہو رہے ہوں۔ یہ پانی کبھی بھی مُتّقِین کو ڈبوتا نہیں بلکہ ان کی نجات کی آماجگاہوں کی طرف لے کے جاتا ہے۔** حضرت نوحؑ جس کشتی میں بیٹھے تھے وہ پانی بڑھتا رہا اور اونچا ہوتا چلا گیا لیکن وہاں جا کر وہ کشتی ٹھہری جو ان کے لئے پناہ گاہ تھی، جہاں ہر قسم کے رزق کے سامان مہیا تھے اور وہ آخری غلبہ اسی پانی کے ذریعے حضرت نوح کو نصیب ہوا جو ایک قوم کو غرق کرنے والا اور ایک قوم کو نجات دینے کا باعث بنا۔ پس یہ وقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی میں ہم اپنی پناہ لیں اور یہ کشتی ایسی ہے جو تمام قوم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ کوئی اس کشتی سے اس وجہ سے باہر نہیں رہ سکتا کہ اس میں جگہ نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے متقیوں کی جگہ ہمیشہ رہتی ہے اور متقیوں کے لئے اللہ تعالیٰ جگہ بناتا ہے۔ اور یہی مضمون ہے جو قرآن کریم میں بارہا بتایا گیا ہے کہ متقیوں کے لئے مغفرت اور پناہ گاہ بنانا اللہ کا کام ہے۔ پس اپنے تقویٰ کی فکر کریں اور قوم کو بچانے کے لئے ان کے لئے دعائیں تو کریں مگر ان کے اعمال سے اپنے اعمال کو متاثر نہ ہونے دیں۔ یہ وہ بنیادی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا توجہ دلائی ہے۔

میں اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں سے بعض اقتباسات لیتا ہوں۔ ایسے وقت میں جب مشکلات پڑی ہیں طبعی بات ہے کہ جماعت دعا کے لئے مجھے لکھتی ہے اور بہت

ارشاد نبوی ﷺ

خَیرُ الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:-

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS

16 مینگولین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794, 27-0471

سے ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ان کو مشکلات نے گھیر لیا ہے وہ جب دعا کے لئے مجھے لکھتے ہیں تو میرے دل کی بعینہ وہی کیفیت ہوتی ہے، اپنے مقام کے لحاظ سے نہیں اپنی نوعیت کے لحاظ سے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کی کیفیت تھی۔ حضور اکرم کا دل بہت وسیع تھا اور اس کی وسعت کے لحاظ سے، اس کی کیفیت کے لحاظ سے، کسی غلام کا دل بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن ویسا دل پیدا کرنے کی کوشش ضرور کر سکتا ہے اور اسی دل سے وہ وسعتیں سیکھ سکتا ہے جن وسعتوں میں پناہ چاہنے والے پناہ مانگتے ہیں۔ پس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کو پڑھتا ہوں۔ فرماتے ہیں: "جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کرلوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے۔ اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول کے لئے، خدا کی اطاعت کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد والم پہنچے وہ در حقیقت مجھے پہنچتا ہے"۔

پس یہ امر واقعہ ہے کہ بارہا دعاؤں میں مَیں نے جب بھی دل کو ٹٹول کر دیکھا تو وہ لوگ جو خدمت دین میں پیش پیش تھے انہوں نے ہمیشہ میرے دل پہ ہجوم کیا ہے۔ وہ لوگ جو خدمت دین میں پیش پیش رہتے ہیں وہ سب سے زیادہ میری دعاؤں کے مستحق بنتے ہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کی طرف میں نے توجہ سے غور اس تحریر کو پڑھنے کے بعد کیا۔ یہ تحریر پڑھتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ میں اپنی حالت پر بھی تو غور کر کے دیکھوں۔ پس تہجد کی نماز میں یا دوسری دعاؤں میں جب بھی غیر معمولی دل میں تحریک پیدا ہوئی تو اس عبارت نے مجھے سمجھایا کہ اسلئے ہے کہ یہ لوگ دین میں آگے آگے ہیں۔ یہ خدمت دین کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ یہ خدمت خلق میں بھی مصروف رہنے والے ہیں۔ پس الحمد للہ کہ اس پہلو سے میں نے بلا تردد اپنے دل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کے مشابہ پایا اگرچہ مرتبے میں بہت کم تھا۔

فرماتے ہیں: "ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے"۔ یہ فرمانے کے بعد آپ فرماتے ہیں "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جائیں۔ پس الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ میں بکثرت ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جن کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت کھینچ رہی ہے اور حیرت ہوتی ہے ان کی تعداد کو دیکھ کر وہ لاکھوں تک پہنچ چکے ہیں۔ کسی زمانے میں سینکڑوں تھے اور **دنیا کی کوئی جماعت ایسی نہیں رہی جہاں اس قسم کے خدمت دین کرنے والے آگے نہ آ گئے ہوں جو اپنی دنیا کے کاروبار کو پیچھے رکھتے ہیں اور خدمت دین کو اولیت دیتے ہیں۔ پس یہ ایک بہت ہی مبارک دور ہے۔ اس دور میں اگر ہم اپنے تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ اور بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھے گا اور یہ پانی جو ہماری نجات کا پانی ہوگا اور اونچا ہوتا چلا جائے گا۔**

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے"۔ ان الفاظ کو پڑھ کر میرے دل نے تشکر کے آنسو بہائے کہ اللہ کی کیسی شان ہے کہ وہ مخلص وفادار جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی تھی وہ آج بھی آپ کی غلامی میں مجھے عطا فرمائی ہے اور تعداد اور کثرت کے لحاظ سے وہ بے شمار ہے، ہر جگہ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں "میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں"۔ اب دیکھیں اس میں ایک ذرہ بھی مبالغہ نہیں کہ آج بھی بعینہ اسی طرح ہو رہا ہے۔ "جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں"۔

امر واقعہ یہ ہے کہ بعض دفعہ میرے بلانے پر اس تیزی سے آگے بڑھتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوتا ہے اور قربانیاں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ میں حیران رہ جاتا ہوں کہ میں نے تو اتنا نہیں کہا تھا یہ تو میرے کہنے سے بھی آگے بڑھ کر اپنی جان، مال، عزت سب کچھ اپنی ہتھیلیوں میں ڈال کر میرے لئے لے آئے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا غلام ہوں، اسلئے کہ یہ مقدر تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت تقویٰ اور دین کے لئے اور دنیا کے لئے اپنی قربانیوں میں جو خالصۃً للہ ہونگی ترقی کرتی چلی جائے گی۔

آج ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور **آج کی عالمگیر جماعت اس بات پر گواہ کھڑی ہے کہ جو برکتوں کا وعدہ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تھا جس تقویٰ کے وعدے اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کئے تھے وہ تمام تر آج بھی بڑی شان کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں** پہلے سے بڑھ کر اپنی تعداد اور کمیت کے لحاظ سے، مگر دلوں کا حال اللہ جانتا ہے۔ وہی جانتا ہے کہ آج کتنے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے غلاموں کا اپنے معیار کے لحاظ سے مقابلہ کر سکتے ہیں گویا اللہ کو علم۔ اور وہی جزاء دینے والا ہے ہمیں اس بحث میں، اس مقابلے میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ فرماتے ہیں: "میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے تو تعمیل کے لئے تیار۔ حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو"۔ یہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے جس کا میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے اور اپنی توفیق کے مطابق ہمیشہ شکر ادا کرتا رہتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس اس تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس میں جماعت کے ولی اللہ اور خدا کی معیت میں چلنے والے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ جو تقویٰ کا مقام ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا یہ بڑھتا ہے اور بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک انسان جو تقویٰ سے اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے تقویٰ اس کا زاد راہ بن جاتا ہے۔ تقویٰ وہ سواری بن جاتا ہے جس میں بیٹھ کر وہ آگے کا سفر کرتا ہے۔ تقویٰ وہ اڑن کھٹولا بن جاتا ہے جو اسے لے کر اوپر کی طرف، بلندیوں کی طرف، رفعت اختیار کرتا ہے۔ گویا تقویٰ ایک عجیب چیز ہے کہ جڑ بھی ہے اور آخری مقام بھی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور ہماری حفاظت کرتا ہے اور تقویٰ اپنے آگے بڑھنے سے نئے نئے رنگ خود سکھاتا ہے جن کی طرف پہلے ہماری توجہ نہیں ہوتی۔ پہلی حالت میں ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے تقویٰ کے تقاضے پورے کر دئے پھر تقویٰ اور اونچا ہو جاتا ہے تو دکھاتا ہے کہ نچلی حالت میں تم تقاضے پورے نہیں کر رہے تھے، اب کر رہے ہو۔ اور جب یہ سفر آگے بڑھتا ہے تو جب انسان یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اب میں تقاضے پورے کر رہا ہوں اس کو اوپر سے دیکھ کر انسان کہتا ہے 'نہیں نہیں' یہ خیال تھا کہ میں تقاضے پورے کر رہا ہوں اب میں تقاضے پورے کر رہا ہوں۔ پس یہ سفر اور یہ نسبت ہمیشہ قائم رہتی ہے اور ہمیشہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے "غرض یہ قویٰ جو انسان کو دئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔" بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے کہاں ولی بننا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس ان لوگوں کے لئے خصوصیت سے اہمیت رکھتا ہے جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں جی ہم نے کون سا ولی بننا ہے۔ کئی دفعہ ان کو چھوٹی بات پہ ٹوکو، کوئی جھوٹ بول رہے ہوں، کوئی فضول بات کر رہے ہوں تو کہتے ہیں جاؤ جاؤ ہم نے کون سا ولی بننا ہے۔ گویا ولایت ان کی پہنچ سے باہر ہے اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اگر وہ متقی ہوتے تو ولایت ان کی پہنچ سے باہر نہ ہوتی۔ وہ عملاً یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کون سے متقی ہیں، ہم کون سے خدا کا خوف رکھنے والے ہیں کہ ہمارے لئے ولایت کی منزل مقدر ہو، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

پس یہ وہ اہم مضمون ہے جس کو جماعت کو سمجھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں "غرض یہ قویٰ جو انسان کو دئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے کوئی

طالب دُعا: - محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے"۔ یہ جو فرمایا کہ بڑے لوگ آتے ہیں جو بڑی قوت کے ساتھ ہر قسم کی صلاحیتیں لئے ہوئے آتے ہیں نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ جب انسان ایک صداقت قبول کرے تو بہت حد تک آنے والا صدق اور وفا سے مزین ہوا کرتا ہے، بہت حد تک آنے والے نے چونکہ ایک غیر معمولی قربانی پیش کی ہوتی ہے سارے معاشرے کو اپنے خلاف کیا ہوتا ہے اس لئے اس وقت اس کے صدق میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا اور وہ وقت ہوتا ہے کہ اس کے قویٰ کو مزید روحانی ترقی مل جائے۔ مگر وہ ایسی جماعت میں آجاتا ہے جہاں وہ یہ باتیں سنتا ہے کہ ہم نے کون سے ولی بننا ہے تو وہ گرم لوہا ٹھنڈا پڑنے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ان پاک لوگوں میں جنہوں نے جماعت کو قبول کیا مزید ترقی کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی۔ وہ اسی طرح اسی حال پر منجمد ہو جاتے ہیں جس حال میں وہ باقی جماعت کو اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں۔ اگر وہ اعلیٰ اقدار سے محروم ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی تو مسیح موعودؑ کے غلام ہیں اگر ہم بھی محروم رہیں تو ہمیں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اکثر خرابی نئے آنے والوں کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ سے اور نئے آنے والوں کے لئے تقویٰ کا ماحول میانہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

پس فرمایا لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ "کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ "یعنی التحیات کی شکل میں جو بیٹھتے ہیں" سجدہ وغیرہ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء اور ان پر ترقی کر کے اس راہ پر تہجد کی نمازیں ہیں یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں"۔

اب دیکھیں تقویٰ کی بات آگے بڑھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تان نمازوں پر توڑی ہے۔ یہ آپ جانتے تھے کہ تقویٰ کی اعلیٰ حالت کا نام بھی نماز ہے اور تقویٰ کو نماز سے الگ کیا جا ہی نہیں سکتا۔ یہ خوش فہمی کہ ہم متقی ہیں جبکہ ہم اپنی نمازوں سے غافل ہیں محض ایک غلط فہمی ہے۔ خوش فہمی بھی ایسی جو بعض دفعہ ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے ساتھ تقویٰ کو ملا کر فرماتے ہیں، "حقیقی راحت اور لذت کا مدار تقویٰ پر ہے" یاد رکھو سچی لذت تقویٰ کے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتی اور نماز میں بھی سب سے بڑا مسئلہ حقیقی لذت کا مسئلہ ہے۔ بہت سے لوگ نماز پڑھنے کی کوشش ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں نماز میں حقیقی لذت محسوس نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حقیقی لذت تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے اور اس خوشی کو دنیا کی خوشیوں سے ملا کر ان کا موازنہ بھی فرماتے ہیں۔ "متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں بھی پاسکتا ہے"۔ اب یہ ایسا حقیقی امر ہے کہ جن لوگوں کو ایسا تقویٰ نصیب نہ ہو وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک جھونپڑی میں وہ اپنے دل کی مراد پا سکتے ہیں۔ "متقی سچی خوش حالی ایک جھونپڑی میں بھی پاسکتا ہے جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی"۔ یہ ایک بالکل حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ کی تاریخ اس بات کی گواہ کھڑی ہے، انبیاء کی تاریخ اس بات کی گواہ کھڑی ہے۔ وہ اور ان کے ماننے والے جنہوں نے خود محلات کو چھوڑ دیا اور جھونپڑیوں میں آبسے اگر جھونپڑیوں میں ان کی دل کی راحت نہ ہوتی تو وہ اپنے محلات کو ٹھوکر کیوں مارتے۔ بڑی بڑی جائیدادیں ترک کر دیں، بڑے بڑے مکانات ویران کر دئے اس لئے کہ وہ ان لوگوں سے آباد تھے جو خود ویرانی کا مظہر ہیں۔ ان کے ایسے رشتے دار، ان کے معاشرے کے دوسرے بااثر لوگ جو ویرانی کا مظہر تھے ان سے وہ گھر آباد رہے لیکن انہوں نے ان گھروں کو ترک کر دیا اور جھونپڑیوں کو اپنالیا۔

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

دوکان : 0092-4524-212515

رہائش : 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

معاندین احمدیت شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ قول اگر تاریخ پر آپ گہری نظر ڈالیں تو لازماً سچا ثابت ہو گا کہ ابتدائی مقابلے کے وقت یا ابتدائی موازنے کے وقت ایک نیک انسان جو خدا کا تقویٰ دل میں رکھتا ہے اس کی اندرونی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے ذکر میں آرام پاتا ہے خواہ وہ ذکر جھونپڑوں میں نصیب ہو۔ اگر محلات میں نہیں ملتا تو ان محلات کو چھوڑ دے گا۔ اگر جھونپڑیوں میں ملتا ہے تو جھونپڑیوں میں اپنی پناہ ڈھونڈے گا اور ہمیشہ اسے اس جھونپڑی میں لذت محسوس ہو گی جو خدا کے ذکر سے آباد ہو اور اس کی راہ میں کوئی روک پیدا کرنے والا نہ ہو۔" .... جو دنیادار حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔ جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آجاتی ہیں"۔ اب یہ بھی ایک ٹھوس، لازمی، ہمیشہ رہنے والی حقیقت ہے کہ دنیا کے نتیجے میں دائمی امن نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ دل کا چین ایک ایسی آگ کے لئے جگہ بناتا ہے اور دل سے رخصت ہو جاتا ہے جو هَلْ مِن مَّزِيد کی ایک جہنم بن جاتی ہے۔ جتنا مال بڑھتا چلا جائے اس کی فکریں بڑھتی چلی جاتی ہیں اس کی حفاظت کے سامان کے تقاضے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور انسان کو سمجھ نہیں آتی کہ اس مال سے میں لذت کیسے حاصل کروں۔ خرچ کرتا ہے تو غلط راہوں پر کیونکہ اگر غلط راہوں پر خرچ کرنے کے نقصان وہ دیکھ رہا ہوتا تو غلط راہوں سے اس مال کو کماتا بھی نہ۔ پس وہ راہیں جو انسان کو، ایک متقی کو غلط دکھائی دیتی ہیں وہ اس کو غلط دکھائی نہیں دیتیں۔ پس جن راہوں سے وہ مال آتا ہے انہیں راہوں پر خرچ کیا جاتا ہے یعنی اپنی انا کی خاطر، اپنی بڑائی کی خاطر، اپنے دکھاوے کی خاطر اور اپنے لئے جاہ و عزت خریدنے کی خاطر۔ جب بھی ایسا ہوا اسے تسکین نہیں ملتی اور دل میں اور طلب پیدا ہو جاتی ہے پھر بھی تسکین نہیں ملتی۔ لوگ بھاگے بھاگے پھرتے ہیں کسی طرح سکون قلب میسر آئے لیکن بڑے سے بڑے مقامات پر پہنچ جائیں سکون قلب سے عاری رہتے ہیں۔ بعض بڑے بڑے مالدار لوگوں نے خودکشیاں کرلیں اور ان کے واقعات یہاں آئے دن ٹیلی ویژن کے ذریعے اور اخبارات کے ذریعے منظر عام پر لائے جاتے ہیں۔ دنیا کی ہر دولت انہیں نصیب تھی۔ بعض ایسی شخصیتیں بھی تھیں جن کو دولت کے علاوہ بنی نوع انسان کی کشش کا مرکز بننے کی سعادت اگر کہا جائے تو سعادت بھی نصیب تھی لیکن جب ان کے حالات شائع ہوتے ہیں تو آدمی یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ ان کے سینے میں ایک آگ جل رہی تھی جو موت کے آخری لمحے تک بھڑکتی رہی اور آخری الفاظ جو انہوں نے پیچھے چھوڑے وہ یہ تھے کہ لوگ سمجھتے ہیں ہم خوش نصیب تھے اب جبکہ ہم اپنی جان لے رہے ہیں یا بعض دفعہ یہ ہوا کہ انہوں نے اپنی جان خود لی، بعض دفعہ کسی نے زہر دیا، بعض کو کسی بیماری نے گھیر لیا تو ان تینوں صورتوں میں وہ یہ اقرار کرتے جاتے ہیں کہ دنیا سمجھ رہی ہے کہ ہم بڑے امن میں ہیں مگر اب جبکہ رخصت کا وقت آیا ہے ہم دنیا کو بتاتے ہیں کہ ایک آگ کے سوا ہم نے کچھ نہیں پایا جو سرد ہونا جانتی ہی نہیں۔ ہم اپنے دل کی خواہش کی تسکین کے لئے ہر طرف دوڑے ہیں مگر یہ بدبخت آگ ایسی ہے جو سرد ہونا نہیں جانتی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول سو فیصد درست ہے "جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آجاتی ہیں۔ پس یاد رکھو حقیقی راحت اور لذت دنیادار کے حصے میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت، عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے"۔ اب اپنی نعمتوں پر غور کر کے دیکھیں جو آپ کو نصیب ہیں۔ اچھے کپڑے، اچھے کھانے یہ اللہ کے فضل کے سوا آپ کو تسکین نہیں عطا کر سکتے۔ ایک بیمار شخص جس کو معدے کا کینسر ہے اس کے سامنے آپ ہزار کھانے پیش کریں وہ جھوٹی نظر سے بھی نہیں ان کی طرف دیکھے گا بلکہ اس کے لئے وہ تکلیف میں اضافہ کا موجب بنیں گے۔ ایک آدمی جو لباس پہن ہی نہیں سکتا، جو فالج کا مریض ہے، جو کبڑا ہو چکا ہے بیماریوں کی وجہ سے، اس کو اچھا لباس کیا تسکین دے گا۔ پس لباس بھی تسکین اسی وقت عطا کرتا ہے جب خدا ایک تسکین عطا کرنا چاہتا ہے۔ کھانا بھی اسی وقت تسکین عطا کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ یہ تسکین عطا کرنا چاہے اور متقیوں کے ساتھ خدا کا یہ سلوک ہے۔ بعض متقی ایک سوکھی روٹی میں بھی وہ لذت پاتے ہیں جو امیر اچھے سے اچھے کھانے میں لذت نہیں پاتا اور بھوک کے وقت وہ روٹی کو اس طرح شکر ادا کرتے کرتے چباتے ہیں کہ ایک شخص جو ان کوچوں سے آگاہ نہیں ہے وہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس شخص کو اس سوکھی روٹی میں کیا مزہ آرہا ہے۔ مگر بہر حال یہ مضمون میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اس کا جو طبعی فلسفہ ہے وہ بھی آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ اب میں اسے چھوڑ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس میں آگے بڑھتا ہوں۔

فرمایا، "جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ درحقیقت متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑ[illegible] ہو گا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہوتا ہے"۔ اگر کسی انسان کو احساس ہو کہ کوئی بڑا آدمی اس کا دوست ہے اور اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنے والا ہے تو دنیا کے کسی بہت بڑے آدمی کا تصور باندھیں جو آپ کا دوست ہو اور آپ کی ضرورتوں کا خیال رکھنے والا ہو تو دیکھیں دل میں کتنا یقین اور اعتماد ہو گا کہ ہمیں کون ہاتھ لگا سکتا ہے، ہم فلاں بڑے آدمی کے چہیتے ہیں۔ مگر زمانے کے

رد و بدل اس بڑے آدمی کو بھی آپ سے چھین کے لے جاتے ہیں پھر اللہ اگر آپ کا ولی ہو، آپ کو یقین ہو کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور واقعۃً یقین ہو محض خوش فہمی نہ ہو تو حقیقت میں یہی تقویٰ کا نشان ہے اور اس کے بعد دنیا کی کوئی حالت بھی ایسے شخص کو مغلوب نہیں کر سکتی۔

اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اور پھر متقی نہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ جو لوگ متقی نہیں ہیں وہ مقرب بارگاہ الٰہی بھی نہیں ہوا کرتے۔ متقی نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں وہ کہتے یہ ہیں کہ ہم متقی ہیں، ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ "اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں کہ جبکہ ولایت اور قرب الٰہی کے درجے کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں"۔ ان کا یہ دعویٰ کہ وہ باخدا لوگ ہیں یہ ایک بہت بڑا غضب ہے۔ اور بہت بڑا ظلم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے۔ اللہ اسی کے ساتھ ہے جو متقی ہے۔ جو متقی نہیں ہے وہ کتنے بڑے دعوے کرے وہ جھوٹا ہے کیونکہ خدا اگر ساتھ نہیں تو ایسا شخص لازماً تقویٰ سے بھی عاری ہے۔

"پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں"۔ پہلی بات ولایت کی ہے یعنی اسکو عرف عام میں ولی اللہ کہتے ہیں۔ اس سے اگلا مقام اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا کا مقام ہے۔ "خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت دعوے سے نہیں ملتا بلکہ ہر شخص جو خدا تعالیٰ کی معیت واقعۃً رکھتا ہے خدا اس کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اسے کسی مدد کی ضرورت ہو اور آسمان سے اس کی خاطر وہ مدد نہ اترے۔ ہمیشہ ہر مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات آسان کرنے کے لئے گویا اس کی پشت پہ، پیچھے کھڑا ہے، ہر ضرورت کے وقت اس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ فرمایا یہ اس سے بھی بڑا مقام ہے جسے ولایت کہا جاتا ہے۔

"خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔ پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا اور اب دوسرا معیت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا"۔ بتائیں کیسے بند ہوا یہ بات ہے جو ٹھہر کر سمجھنے والی ہے۔ پہلا دروازہ اس طرح بند ہوا اور دوسرا دروازہ اس طرح بند ہوا۔ پہلا دروازہ فسق و فجور نے بند کر دیا کیونکہ ان کا دعویٰ جھوٹا نکلا۔ ولایت اور فسق و فجور اکٹھے نہیں چلا کرتے۔ اور دوسرا دعویٰ اس طرح بند ہو گیا کہ جب بھی ان کو مشکلات پڑتی ہیں تو ان مشکلات میں چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی آسمان سے مددگار نہیں اترا کرتا، وہ اپنی بلاؤں کے نرغے میں پھنس جاتے ہیں تو ان کے لئے ولایت کا دروازہ بھی بند ہوا اور معیت کا دروازہ بھی بند ہوا۔ "دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الٰہی کا اس طرح پر بند ہوا"۔

"یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی۔ اس کا انحصار تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔ پھر ایک اور راہ ہے کہ انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کے لئے بھی تقویٰ ہی کو اصل قرار دیا ہے معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے"۔ اب ایک دفعہ تو فرمایا ہے کہ انسان سوکھی روٹی میں بھی چین پاتا ہے اور جھونپڑی میں زیادہ امن محسوس کرتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایک مومن کو دنیا کی زندگی میں نعمتیں میسر نہیں آیا کرتیں۔ جب وہ خدا کی خاطر نعمتیں چھوڑ دیتا ہے تب نعمتیں اس کے پیچھے آتی ہیں۔ یہ وہ مرکزی نکتہ ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اب سمجھا رہے ہیں۔ فرمایا "معاشی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے"۔

"فرمایا مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ خدا متقی کے لئے ہر مشکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے۔ "اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے"۔ اس کو ایسے طور پر رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے یعنی حضرت مریم کو جیسے مادی رزق بھی دیا جاتا تھا اور حضرت زکریا تک کو پتہ نہ تھا کہ کیسے آتا ہے۔ **اس طرح جو خدا تعالیٰ کا تقویٰ رکھنے والا خدا کی خاطر ناپاک رزق سے منہ موڑتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر بعض ایسے مواقع آتے ہیں کہ جب وہ اپنا جو کچھ بھی ماحصل ہے اسے خدا کی راہ میں صرف کر دیتا ہے تو یاد رکھو اس کو خدا تعالیٰ چھوڑا نہیں کرتا۔ اسکے لئے دو نعمتیں ہیں ایک یہ کہ ہر مصیبت سے مخلصی کے لئے ایک راہ کھولی جاتی ہے اور دوسرا اس کی رزق کی تنگی دور کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی ایسی راہوں سے اس کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔** ایسے لوگ بکثرت میں نے جماعت احمدیہ میں دیکھے ہیں۔ اب تو ان کا شمار میرے لئے ممکن نہیں رہا جنہوں نے تقویٰ کی راہ حصول رزق کے لئے اختیار کی اور خدا کی خاطر معمولی مادی قربانیاں کیں جو انسان کی نظر میں معمولی تھیں مگر اللہ کی نظر میں نہیں تھیں۔ اور خدا تعالیٰ ان کو ایسی ایسی نئی نئی راہوں سے عطا کرتا چلا جا رہا ہے کہ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ ان کو سنبھالیں کیسے اور کیوں ان پر یہ نعمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ یہ آیت ہے جو ان کی ترقیات کا راز ہمیں بتا رہی ہے کہ ان لوگوں نے خدا کی خاطر ضرور کوئی ایسی اندرونی یا ظاہری قربانیاں پیش کی تھیں کہ جب دنیا کی نعمتوں کو ٹھکرا دیا تھا اور ان کے مقابل پر اللہ کی راہ اختیار کی تھی ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ ضرور ایسے سامان مہیا فرماتا ہے۔ اب انہیں کیسے پتہ چلا کہ اللہ کی طرف سے ایک نعمت کے طور پر یہ سامان ہیں، دنیاداروں کی طرح یہ ایک ابتلاء ہی نہیں ہے جو ان کو مزید بدیوں پر مجبور کرتا ہے۔ اس کا علم بالکل ظاہر و باہر ہے اس میں ذرہ بھی شک نہیں۔ جو کچھ بھی یہ خدا سے پاتے ہیں اسی کی راہ میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور ان کی لذت خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں ہے۔ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ یہ مضمون ہے جو ثابت کرتا ہے کہ ان پر دنیا کے احسانات اللہ ہی کی طرف سے تھے ورنہ اسی کی راہ میں ان احسانات کو خرچ نہ کرتے۔

پس اللہ تعالیٰ ہمیں اس صراط مستقیم کی توفیق عطا فرمائے جس پر یہ ساری منازل آتی ہیں اور یہ منازل مزید ترقی کرتی چلی جاتی ہیں، اونچا ہوتی چلی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ہمیں ان مشکل راہوں میں آگے بڑھنے کو آسان کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

وصایا

وصیت نمبر: ۱۵۰۴۳: میں ایم اے محمد ولد مکرم عبدالعزیز صاحب قوم مسلم پیشہ تجارت عمر ۶۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۴ء ساکن کوڑیا تھیور ڈاکخانہ کوڈیا تھیور ضلع کالیکٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۷۔۱۰۔۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ خاکسار کے پاس ۱۶ ایکڑ Cofee کے باغات جو پچیس لاکھ روپیہ مالیت کے موجود ہیں اس میں سے جو بھی آمد ہوگی حسب قواعد ۱/۱۶ بشرح چندہ عام حصہ آمد میں ادائیگی کرتا رہوں گا۔ نیز مذکورہ جائیداد کا حصہ جائیداد ۱/۱۰ حصہ حسب قواعد ادا کروں گا۔

۲۔ مکرم پی کے عمر صاحب صدر جماعت احمدیہ مرکرہ کے ساتھ ملکر خاکسار نے Timber کا ایک Coup ضلع کورگ (کرناٹک) میں خریدا تھا جس کی قیمت تقریباً ایک کروڑ روپیہ کی ہے اس میں سے اب کوئی آمدنی نہیں اس جائیداد میں سے جو بھی آمدنی ہوگی اس کی اطلاع وقتاً فوقتاً خاکسار دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہے گا اور اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہے گا۔

یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قطعہ زمین جس میں Coup یعنی اشیاء کی حد تک ۴۰ فیصد کا حصہ دار میں ہوں لیکن قطعہ زمین میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔

۳۔ اس کے علاوہ بعض صنعتوں Industries یعنی ایک میں Ferohe Plywood اور ایک Ke-rala Tiles میں مجھے ان Shares میں سے اپنی زندگی کے گزارہ کیلئے تادم حیات Share Hold-ers جو بھی رقم ادا کریں گے خاکسار اس کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ بطور حصہ آمد ادا کرتا رہے گا۔ ان Shares کی آمد میرے عرصہ حیات تک ہی رہے گی میرے مرنے کے بعد وہ بند ہو جائے گی۔

۴۔ میری کوئی موروثی جائیداد نہیں ہے۔

۵۔ میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ پچیس ہزار روپیہ ہے تاریخ تحریر وصیت سے حصہ آمد میں ادائیگی کروں گا۔

مذکورہ بالا تفصیل کے علاوہ میری کوئی بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے البتہ اگر کوئی جائیداد یا آمد بھی مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی انشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد عمر ولد ابراہیم	ایم۔اے۔محمد	خالد حسین ولد عابد حسین صاحب مرحوم
مبلغ انچارج کیرلہ	کوڈیا تھیور کیرلہ	سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے

قادیانی عصر حاضر کے جدید ترین میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر قابض ہیں

(اصغر علی گھرال ایڈووکیٹ)

گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقتدر رہنماؤں نے کراچی میں ایک اجلاس کے بعد ایک پریس ریلیز کے ذریعے توجہ دلائی ہے کہ قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر اپنے بنیادی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے جو مواد شامل کرلیا ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان میں ان کے خلاف مبینہ زیادتیوں کا انٹرنیٹ پر چرچا قادیانیوں کا ایک اوچھا ہتھکنڈہ اور جھوٹا پروپیگنڈہ ہے۔ بیان میں مزید انکشاف کیا گیا ہے کہ قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر ایک ایسی بے بنیاد فلم بھی شامل کرائی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ پولیس سمیت قانون نافذ کرنے والے ادارے قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو پامال کر رہے ہیں۔ اس طرح مذکورہ فلم میں محض اختلافات مذہب کے جرم میں قتل، زخمی اور اپاہج ہونے والے قادیانیوں کے ناموں کی بھی ایک فرضی فہرست دی گئی ہے۔

حالانکہ پاکستان کا پریس گواہ ہے کہ آج تک کسی قادیانی عبادت گاہ کا تقدس پامال نہیں ہوا۔

نہ ان کی عبادت گاہ میں کسی نے مداخلت کی ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کے بنیادی انسانی حقوق کی صورت حال کبھی خراب نہیں ہوئی۔ انہیں برابر کے شہری حقوق حاصل ہیں۔ علمائے کرام نے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ حکومت اس جھوٹی اور بے بنیاد فلم کا نوٹس لے اور قادیانیوں کے خلاف کاروائی کرے۔

ہمیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قابل احترام رہنماؤں کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے ایک اہم مسئلہ کی طرف حکومت اور عوام کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ بنیادی حقوق کے حوالے سے عالمی میڈیا پر پاکستان کے خلاف اتنے زہریلے پروپیگنڈے کا کسی نے نوٹس تو لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانیوں کے جھوٹے، سچے الزامات اور وسیع منفی پروپیگنڈا کے باعث بیرونی دنیا میں پاکستان کی رسوائی ہو رہی ہے۔ اور اس حوالے سے پاکستان کا گراف بہت گر گیا ہے۔

ہر محب وطن پاکستانی انٹرنیٹ پر دکھائی جانے والی اس فلم کی مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے وہ اس سلسلے میں بلا تاخیر مناسب کارروائی کرے۔

لیکن علماء کرام کے اس دعوے کو تسلیم کرنا میرے لئے آسان نہیں ہے کہ اسلامی رواداری کے حوالے سے قادیانی اقلیت کے ساتھ سارے مسلمانوں کا سلوک مثالی رہا۔ اور قادیانیوں کیلئے شکایت کا کوئی جواز نہیں تھا۔

سیدھے سادھے عام مسلمانوں کی حد تک تو کسی احمدی کو کبھی کوئی گلہ پیدا نہیں ہوا۔ ان کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا مگر مختلف مذہبی جماعتوں کے مولوی حضرات کے بارے میں یہ سرٹیفکیٹ جاری کرنا کہ انہوں نے اسلامی رواداری کے جملہ تقاضے پورے کئے مشکل ہے۔

محترم اردشیر کاؤس جی "ڈان" کے ایک معروف کالم نگار ہیں۔ موصوف عقیدے کے لحاظ سے پارسی ہیں۔ اگلے دن آئین پاکستان میں ترامیم پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے ضمناً فرمایا۔ "آٹھویں ترمیم بھی اب ہمارے آئین کا حصہ ہے۔ مثال کے طور پر اب ہمارے قانون میں ہے کہ کسی احمدی (قادیانی) کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پڑھنے پر جیل میں بھیجا جاسکتا ہے اور ہمارے معاشرے نے اسے قبول بھی کرلیا ہے۔

جناب اردشیر کاؤس جی نے جون ۱۹۹۷ء میں اسی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے ایک کالم میں لکھا تھا کہ "اس وقت صرف پنجاب میں ۱۴۱ ایسے مقدمات دائر ہیں جن میں ۱۱۲ افراد السلام علیکم " یا " بسم الله الرحمن الرحیم " کہنے کے جرم میں جیل میں ہیں۔ یا ضمانت پر ہیں۔ ان میں آٹھ افراد ایسے ہیں جن کی کاروں پر "بسم اللہ" کے سٹکر لگے پائے گئے ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے تحت اب تک جو مقدمات قائم کئے ہیں۔ ان میں ۲۵۸۷۔ لوگ ملوث ہیں۔ یہ لوگ جیلوں میں سزا کاٹ رہے ہیں۔ یا ضمانت پر رہا ہیں۔ ان پر ایسے ایسے مضحکہ خیز الزامات ہیں جن کا جدید دور میں کسی مہذب معاشرے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ "افسوس کہ کسی اخبار، کسی مسلمان کالم نگار یا مضمون نگار کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ جناب اردشیر کاؤس جی۔۔۔ ایک پارسی کالم نگار کے ان الزامات کی تردید یا تائید کرے۔ یا اس موضوع کو درخور اعتنا سمجھے۔ کیا یہ مسئلہ اتنا ہی غیر اہم ہے؟ پاکستان میں ایک قوم بستی ہے۔ تمام پاکستانیوں کے حقوق مساوی ہیں۔ ان میں صوبائی حدبندیوں، رنگ، نسل، مذہب یا فرقے کے حوالے سے کوئی فرق نہیں۔ اگر کسی ایک طبقہ کو دوسرے ہم وطنوں کے خلاف کوئی جائز شکایت ہو تو ہم سب کا فرض ہے کہ اس کے ازالے کیلئے ان کی مدد کریں میں شروع سے ہی کسی نہ کسی انداز میں اس موضوع پر اظہار خیال کرتا چلا آرہا ہوں۔ ۱۹۸۸ء میں میری ایک کتاب "اسلام یا ملاازم" شائع ہوئی۔ تو اس میں ایک اہم باب "مگر وہ نام لیتے ہیں خدا کا اس زمانے میں" کے عنوان سے شامل تھا۔ میرا استدلال تھا کہ کسی غیر مسلم کو بھی "رب اللعالمین" کی وحدانیت اور "رحمت للعالمین" محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول تسلیم کرنے سے کیسے روکا جاسکتا ہے؟ اس طرح "السلام علیکم" بسم اللہ اور انشاء اللہ جیسے کلمات پر بھی ہمارا اجارہ نہیں ہے۔ کسی شخص کو کلمہ طیبہ ادا کرنے یا گھر پر لگانے یا عربی میں "گڈ مارننگ" کہنے پر جیلوں میں ڈالنے کا ہرگز کوئی جواز نہیں ہے۔ ایسا کرنا اسلامی رواداری کے خلاف ہے اور اسلام کے روشن نام پر سیاہ دھبہ ہے۔

گذشتہ دنوں سپریم کورٹ کے ایک فل بنچ نے توہین رسالت میں ماخوذ دو احمدیوں کی ضمانت کی توثیق فرمائی۔ گرمیوں کی تعطیلات کے دوران مسٹر جسٹس سعید الزماں صدیقی نے انہیں عبوری ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دیا۔ پتوکی سے تعلق رکھنے والے دو دکانداروں منیر الحق اور بشیر جاوید کے خلاف درخواست ضمانت کی سماعت اجمل میاں کی سربراہی میں ایک فل بنچ نے کی جس میں جسٹس ناصر اسلام زاہد اور جسٹس مختار احمد جونیجو شامل تھے۔ ملزموں پر اپنی دکانوں پر کلمہ طیبہ آویزاں کرنے کا الزام تھا۔

وکیل استغاثہ نے بحث کرتے ہوئے کہا ملزموں کے فعل سے شعار اسلام کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں ملزموں کو کڑی سزا ملنی چاہئے اور ان کی درخواست ضمانت مسترد فرمائی جائے۔ اس کے برعکس وکیل صفائی نے اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا کہ مکان یا دکان پر محض کلمہ طیبہ آویزاں کرنا قانون کے تحت کوئی جرم نہیں۔ آخر کلمے سے کسی کے جذبات کیسے مجروح ہوتے ہیں؟ انہوں نے سپریم کورٹ کے ہی ایک فیصلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ محض کلمہ طیبہ آویزاں کرنے سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوتا۔ خواہ ملزم احمدی ہی کیوں نہ ہوں۔ فاضل وکیل نے وفاقی شرعی عدالت کے ایک فیصلے کا بھی حوالہ دیا کہ غیر مسلم بھی خدا کی وحدانیت کا اقرار اور اعلان کرسکتا ہے اور رسولؐ خدا کو سچا نبیؐ مان سکتا ہے اس مرحلے پر مسٹر جسٹس اجمل میاں نے ریمارکس دیتے ہوئے فرمایا کہ برصغیر میں ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی اور دوسرے مذہب کے لوگ بھی مسلمانوں سے ملتے وقت السلام علیکم کہتے ہیں جو کہ اسلامی طریقہ ہے کیا ہم ان پر پابندی لگادیں کہ اس سے اسلامی شعائر کی خلاف ورزی ہوئی ہے؟ انہوں نے ایڈووکیٹ جنرل سے استفسار کیا کہ اگر کوئی غیر مسلم آپ کو السلام علیکم کہے تو آپ کیا کریں گے؟ مسٹر جسٹس ناصر اسلام زاہد نے پوچھا کہ

کلمہ طیبہ خدا کی وحدانیت اور رسولؐ خدا کی رسالت کا اقرار ہے۔ اس سے کسی کے جذبات کیسے مجروح ہوسکتے ہیں؟۔

فاضل جج نے مزید پوچھا کہ اگر ملکہ الزبتھ صدر مملکت کو السلام علیکم کہہ دیں تو کیا انہیں گرفتار کرلیا جائے گا؟ ایڈووکیٹ جنرل ان تمام سوالات کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ فاضل عدالت نے دونوں ملزموں کی درخواست ضمانت کی توثیق فرمادی۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق ملزموں نے اپنی زرگری کی دکان پر کلمہ طیبہ آویزاں کر رکھا تھا۔ مجسٹریٹ پتوکی نے انہیں ضمانت پر رہا کردیا۔ مگر سیشن جج نے ان کی ضمانت منسوخ کردی اور ہائی کورٹ نے سیشن جج کا فیصلہ برقرار رکھا۔

تاریخ انسانی میں قدیم دور میں برہموں سے یہ ظلم و زیادتی منسوب ہے کہ انہوں نے شودروں کیلئے وید مقدس کا پڑھنا اور سننا قطعی ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ کسی بدقسمت شودر نے وید مقدس کا کوئی جملہ سن لیا ہے تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال کر اسے قوت سماعت سے ہمیشہ کیلئے محروم کردیا جاتا۔ اور اگر وہ یہ مقدس الفاظ زبان سے ادا کرتا ہوا پایا جاتا تو اس کی زبان کاٹ دی جاتی۔ تاکہ پھر یہ غلطی نہ کرسکے۔ اللہ تعالیٰ کا "شکر" ہے جس نے ساری دنیا میں فقط ہمیں یہ توفیق دی ہے کہ تاریخ میں برہموں کی اس عظیم الشان روایت کو پاک سرزمین میں ازسرنو زندہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

محترم اردشیر کاؤس جی نے اڑھائی ہزار سے زائد قادیانوں کے خلاف جن مقدمات کا ذکر کیا ہے ان میں سے چند مقدمات کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

۲۵ر جون ۱۹۸۷ء کے لاہور کے ایک روزنامہ میں ایک چھوٹی سی خبر ملاحظہ ہو۔ عنوان ہے "اذان دینے پر دوسال قید" تفصیل حسب ذیل ہے۔

بدوملی (نامہ نگار) سول جج بااختیارات مجسٹریٹ دفعہ ۳۰ ضابطہ فوجداری نارووال نے بدوملی کے ایک احمدی نوجوان مسعود احمد بٹ کو دو سال قید بامشقت اور دو ہزار روپے جرمانے کی سزا دی ہے۔ ملزم نے ایک سال قبل اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے "اذان" دی تھی۔ بعض مولویوں کی طرف سے ایک تحریری درخواست پر مقامی پولیس نے اس کے خلاف مقدمہ درج کرکے گرفتار کرلیا تھا۔

نوجوان کے خلاف جرم کی تفصیل یہ تھی کہ اس نے باواز بلند چار بار یہ کہا تھا کہ "اللہ سب سے بڑا ہے "اللہ سب سے بڑا ہے" "اللہ سب سے بڑا ہے" اللہ سب سے بڑا ہے"

پھر دو دفعہ کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" اور "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں" محمد اللہ کے رسول ہیں۔

"نماز کی طرف آؤ" نماز کی طرف آؤ"۔

"بھلائی کی طرف آؤ" بھلائی کی طرف آؤ"

"اللہ سب سے بڑا ہے"۔ اللہ سب سے بڑا ہے

"

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۲۔ منڈی بہاؤالدین میں اپنی عبادت گاہ میں نماز جمعہ پڑھنے پر مقامی جماعت احمدیہ کے صدر چودہری بشیر احمد۔ ایک صحافی اعجاز احمد مالک "ٹپ ٹاپ شو" اور ۹ دیگر نمازیوں کے خلاف ۱۹۹۰ء میں فوجداری مقدمہ درج ہوا۔ ملزمان ضمانت قبل از گرفتاری کرانے میں کامیاب رہے۔ تاہم انہیں سات سال تک مختلف عدالتوں کی خاک چھانی پڑی ہے (۳) اسداللہ پور ضلع گجرات کے ۱۶ قادیانی اس الزام میں گرفتار کرلئے گئے کہ انہوں نے اپنے مکانات پر برکت اور ثواب کیلئے کلمہ طیبہ لکھ رکھا تھا۔ یہ لوگ چھ سال تک عدالتوں، حوالاتوں اور جیلوں میں خراب ہوتے رہے۔

(۴) شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین کی ایک گاڑی پر بسم اللہ کا سٹکر پایا گیا اس جرم میں ملز کے جنرل منیجر۔ کین منیجر اور پی آر او کے خلاف مقدمہ درج کرکے انہیں گرفتار کرلیا گیا۔ پانچ سال تک انہیں عدالتوں میں خجل خوار ہونا پڑا۔ (۵) شیخ منور

حسین منڈی بہاؤ الدین کے ایک بزرگ اور ہر دلعزیز اور سینئر وکیل ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں ان کا ایک صاحب زادہ شیخ طاہر احمد نوجوانی میں فوت ہو گیا دوسرے دن اچانک متوفی نوجوان کے چھوٹے بھائی شیخ مظہر جاوید کو پولیس ماتم خانہ سے گرفتار کر کے لے گئی پتہ چلا کہ اس کے خلاف اس جرم میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے کہ

اس نے بھائی کی قبر پر جو کتبہ نصب کیا ہے اس پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" درج ہے۔

یہ یاد رہے کہ احمدیوں کا قبرستان الگ ہے اور اس کے ارد گرد اونچی چوکھنڈی موجود ہے۔ ملزم پورے آٹھ سال تک یہ مقدمہ بھگتتا رہا ہے اس دوران ایک اور واقعہ ہوا۔ گجرات سے ایک احمدی وکیل چودھری عیسیٰ خاں احمدیوں کے خلاف مختلف مقدمات کی وکالت کے سلسلہ میں منڈی بہاؤ الدین رہتے ہیں ایک دفعہ تین مقدمات کی پیشی ایک ہی تاریخ پر تھی۔ ساعت کے بعد مجسٹریٹ نے نئی تاریخ کیلئے وکلاء سے مشورہ کیا اور وکلاء اپنی ڈائریاں دیکھ کر آئندہ پیشی کی تاریخ ایڈجسٹ کر رہے تھے۔

مجسٹریٹ نے چودھری عیسیٰ خاں سے بھی پوچھا کہ "اگلے ماہ کی ۲۲ تاریخ ٹھیک رہے گی آپ آسکیں گے؟"

وکیل صاحب نے کہا "انشاء اللہ"

یہ الفاظ ان کے منہ سے نکلنے تھے کہ مخالف فریق کے سربراہ اچھل پڑے۔ مجسٹریٹ سے کہنے لگے وکیل نے آپ کے سامنے "انشاء اللہ" کہا ہے اس کے خلاف مقدمہ بنایئے اور گرفتار کریجئے۔ مجسٹریٹ پریشان ہو گیا تاہم انہوں نے کہہ دیا کہ یہ کام میرے متعلقہ نہیں ہے مولوی صاحبان دوڑے دوڑے ڈی سی کے پاس گئے اور تحریری شکایت پیش کی ڈپٹی کمشنر نے اے سی صدر چودھری جہانگیر گورایہ کو انکوائری آفیسر مقرر کر کے تحقیقات کی ہدایت کی اے سی کچھ عرصہ تک تاریخیں دیتے رہے آخر میں رپورٹ کر دی کہ میرے خیال میں کوئی جرم نہیں بنتا ہے مگر مدعی فریق کی تسلی نہیں ہوئی چنانچہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو درخواست دے دی۔ ایس پی نے درخواست قانونی رائے حاصل کرنے کیلئے لیگل برانچ بھجوادی۔ کافی عرصہ غور و خوض اور قانونی جائزوں کے بعد لیگل برانچ نے بھی رائے دی کہ کوئی قابل دست اندازی پولیس جرم نہیں بنتا ہے شعائر اسلامی کے تحفظ کے حوالے سے ایک اور واقعہ سنئے ۱۹۹۲ء میں ننکانہ صاحب میں ایک احمدی ناصر احمد کے ہاں بیٹی کی شادی کیلئے تاریخ مقرر تھی لیکن یہ شادی کی تقریب ماتم کدہ میں بدل گئی۔ پتہ چلا کہ صاحب خانہ اور مستورات سمیت دوسرے عزیزوں کے خلاف سنگین فوجداری جرائم میں مقدمات درج ہو کر پولیس انہیں گرفتار کرنے آ رہی ہے۔

شادی کی تقریب وہیں رہ گئی۔ سیشن عدالت سے قبل از گرفتاری ضمانتیں منظور ہو کر چند دنوں بعد منسوخ ہو گئیں۔ ہائی کورٹ میں ضمانت کیلئے درخواستیں دی گئیں۔ جو مسترد ہوئیں۔ الزام یہ تھا کہ بچی کی شادی کیلئے جو دعوتی کارڈ تقسیم کئے گئے ہیں ان پر بسم اللہ 'انشاء اللہ' نکاح مسنونہ اور نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم کے کلمات درج ہیں۔

ایف آئی آر میں ملزموں کے خلاف جو جرائم عائد کئے گئے ہیں ان میں تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۵۔اے (سزا دس سال) ۲۹۵۔سی (سزائے موت) اور ۲۹۸۔سی (سزا ۳ سال) شامل تھیں۔

سات آٹھ ماہ تک حوالات میں بند اور پریشان رہنے کے بعد سپریم کورٹ سے جا کر ان کی درخواست ضمانت منظور ہوئی اور وہ رہا ہوئے۔

سپریم کورٹ کے فل بنچ نے جو مسٹر جسٹس سید نسیم حسن شاہ۔ مسٹر جسٹس شفیع الرحمان اور جسٹس اے ایس سلام پر مشتمل تھا اپنے مختصر تاریخی فیصلے (پی ایل جے ۱۹۹۳ء سپریم کورٹ۔۱) میں یہ قرار دیا کہ ان کلمات سے رسول اکرم کی شان اقدس یا مسلمانوں کی اہانت نہیں ہوتی۔ قادیانی بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ السلام علیکم 'انشاء اللہ' 'ماشاء اللہ' نکاح مسنونہ اور نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم کے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔

مئی ۱۹۹۲ء میں جب مسٹر ناصر احمد اور اس کے عزیزوں کے خلاف شادی کارڈ کے حوالے سے اس مقدمے اور گرفتاریوں کی خبر نظر سے گزری تو میں اس رات سو نہیں سکا تھا اور رات بھر ایک آرٹیکل لکھتا رہا۔ جو "شعائر اسلامی کا تحفظ" کے عنوان سے ایک روزنامہ میں شائع ہوا۔

ربوہ سے ختم نبوت کے ایک رہنما مولانا اللہ وسایا نے میرے آرٹیکل کا جواب دیا اور یوں یہ بحث دیر تک اخبار میں چلتی رہی۔ جناب عبدالعزیز خالد اور دوسرے دوستوں نے بھی اس موضوع پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کیا۔

جس زمانے میں احمدیوں (قادیانیوں) کے گھروں' دکانوں اور عبادت گاہوں سے کلمہ طیبہ مٹانے کی باقاعدہ مہم چلائی گئی تو سوال پیدا ہوا کہ کلمہ مٹائے کون؟ پولیس نے یہ خدمت سرانجام دینے سے انکار کر دیا۔ اور مولویوں سے کہا کہ یہ "نیک" کام اپنے ہی پاک ہاتھوں سے کریں۔ ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ احمدی آپ کے قریب نہیں آئیں گے۔ مگر مولوی لوگ بھی اپنے ہاتھوں سے کلمہ مٹاتے گھبراتے تھے۔ اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ میں مسلمانوں پر یہ الزامات تو لگتے رہے کہ انہوں نے کافروں کو زبردستی کلمہ پڑھوایا ہے لیکن کلمہ پڑھنے والوں کو زبردستی روکنے کی تاریخ میں پہلی مثال تھی۔ آخر عیسائی خاکروب اور بھنگی اس مقصد کے لئے "کرایہ" پر لائے جاتے۔ اور کئی جگہ تو انہوں نے بھی یہ کام کرنے سے انکار کر دیا یہ ایک ناقابل عمل مشق تھی۔

جس خدا کا یہ کلمہ ہے وہ تمام کائناتوں پر محیط ہے۔ اسے کسی بھی حصے سے کون مٹا سکتا ہے۔

وہ آج بھی وہاں بڑے طمطراق سے چمک رہا ہے۔

بہر حال جیسے کہ "کنبے نوں لت کاری آجائے" پاکستان میں ان کی "پرسی کیوشن" یا ان پر ظلم و ستم کی داستانیں چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ بنیادی انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں نے مختلف فورموں پر ان کے حق میں آواز بلند کی۔ پاکستان بیرونی دنیا میں سخت بدنام ہوا۔ لیکن احمدیوں کی ہر جگہ بڑی پذیرائی ہوئی۔ ہمارے لوگ ویزے اور ورک آرڈر کو ترستے ہیں مگر احمدیوں کا امریکہ یورپ اور دنیا بھر میں کھلے بازوؤں سے خیر مقدم ہوتا۔ آج پاکستان میں شاید ہی کوئی ایسا احمدی گھرانہ ہو گا جس کے گھر کا ایک یا زیادہ افراد بیرون ملک ٹھیک ٹھاک کمائی نہ کر رہے ہوں۔

ملاؤں کی نوازش سے احمدی پاکستان کا سب سے متمول پڑھا لکھا اور منظم طبقہ ہے۔ ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ کتنے مسلمانوں کو فرضی احمدی بن کر باہر جانا پڑا۔

سیالکوٹ کے ایک مولوی کے اغوا اور قتل کے ڈرامہ سے سارے ملک کے اندر امن و امان کا مسئلہ پیدا کر دیا گیا "شہید" کے پسماندگان کیلئے "شہنشاہ" پاکستان سے لیکر نیچے تک مالی امداد دی گئی۔ جماعت احمدیہ کے سربراہ کو مولوی اسلم کے اغوا اور قتل کے الزام میں گرفتار کرنے اور قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ زور پکڑ تا گیا۔ جماعت کے سربراہ لندن تشریف لے گئے جہاں سے ان کیلئے اپنی تبلیغی سرگرمیاں زیادہ موثر طریقے سے جاری رکھنا آسان ہو گیا۔

مغوی اور مرحوم " مولوی " اپنا ڈرامہ ختم کر کے بڑی شان سے واپس آگیا۔

تو اس زرد پریس کو سانپ سونگھ گیا۔ جس نے اس پاکھنڈ کی پبلسٹی میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ کسی حلقے کی طرف سے ذرا سا بھی تاسف 'ندامت یا شرمساری کا اظہار نہیں ہوا۔

آج قادیانی عصر حاضر کے جدید ترین میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر قابض ہیں۔ دنیا بھر میں ڈش انٹینا پر ان کی نشریات مسلسل جاری ہیں۔

عالمی مجلس ختم نبوت کے معزز رہنماؤں کے مطابق قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر ضروری مواد اور ایک فلم شامل کرائی ہے جس سے ساری دنیا میں پاکستان کی بدنامی ہو رہی ہے۔ یہ کہنا تو آسان نہیں ہے کہ فلم میں دکھائے گئے سارے مناظر واقعات و حادثات فرضی ہیں۔

لیکن اس مرحلہ پر احمدیوں سے بھی ایک گزارش ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض جنونی مذہبی حلقوں کی طرف سے انہیں مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مقتدر حلقوں کا رویہ بھی ان کے ساتھ مثالی نہیں رہا۔ لیکن وہ تسلیم کریں گے کہ عامۃ المسلمین نے مذہب کے حوالے سے ان سے کبھی کوئی تعرض نہیں کیا۔ کبھی امتیازی رویہ روا نہیں رکھا بلکہ ان کے ساتھ ہمیشہ مثالی رواداری سے پیش آتے ہیں۔

پھر آپ لوگ یہ نہ بھولیں کہ یہ آپ کا اپنا ملک ہے اپنا وطن ہے جس کیلئے آپ نے بھی بڑی قربانیاں دی ہیں کیا آپ چند لوگوں کے رویئے کی سزا اپنے عظیم ملک کو دینا پسند کریں گے؟

(مرسلہ منیر احمد بانی کلکتہ)

پاکستان کے شیعہ سنی تصادموں میں مزید ۴ شیعہ ہلاک

۲ موٹر سائیکل سواروں نے دکان میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کی

اسلام آباد ۸ مارچ (پی ٹی آئی) پاکستان میں شیعہ سنی فرقہ وارانہ تصادموں کی وجہ سے صوبہ پنجاب میں مزید ۴۔ افراد ہلاک ہوئے بتایا جاتا ہے کہ کل ملتان میں شیعہ مسلمانوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ دو نقاب پوش موٹر سائیکل پر سوار ہو کر آئے اور ایک دکان پر حملہ کر دیا جو کہ شیعہ برادری کے ایک ممبر کی ہے۔ اور دکان کے مالک اور وہاں بیٹھے دیگر ۳ افراد پر ملتان میں اندھا دھند گولیاں چلا کر ان کو ہلاک کر دیا۔ اس دکان کا مالک شیعہ تنظیم تحریک جعفری پاکستان (ٹی۔جے۔پی) کا سرگرم ورکر بتایا جاتا ہے۔ اور ۳ دیگر ان پر گھات لگا کر حملہ کر کے ان کو ہلاک کر دیا۔ پولیس نے کہا کہ یہ فائرنگ شیعہ اور سنی ملی ٹینٹ گروپوں کے درمیان لگاتار تصادموں کا ایک حصہ ہے۔ اس پر شہر میں رہائش پذیر شیعہ برادری کے ممبران نے زبردست رد عمل ظاہر کیا۔ اور ناراض اور مشتعل شیعہ ہجوم سڑکوں پر نکل آیا۔ اور ٹائر جلا جلا کر سڑکوں پر پھینک کر ٹریفک روک لی۔ اور کچھ عمارتوں پر حملہ بھی کیا اور حالات پر قابو پانے میں پولیس کو کافی دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک اور واردات میں خانیوال سٹی میں ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے نمازیوں پر کچھ مشتبہ دہشت گردوں نے گولیاں چلائیں لیکن نمازی بال بال بچ گئے۔

یاد رہے جنوری میں پاکستان کے جنوبی صوبہ سندھ کے ایک گاؤں میں دو مخالف دھڑوں میں ہوئے تصادم کے نتیجہ میں تین شیعہ مسلمان ہلاک اور کئی دیگر زخمی ہو گئے۔ یہ واقعہ گذشتہ روز جھام پیر کے مقام پر اس وقت پیش آیا جب پورے ملک میں عید کی خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ تصادم میں ایک شخص کو مار کر ہلاک کر دیا گیا جبکہ دو دیگر ان کو گولیاں ماری گئیں۔ یہ ٹکراؤ اس وقت پیش آیا جب ایک گروپ نے ریکارڈ کی ہوئی تقاریر بجانی شروع کر دیں۔ جس پر دوسرا دھڑا اشتعال میں آگیا۔ ایک پولیس پارٹی نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو وہ بھی حملہ کی زد میں آگئی۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ ایک پولیس افسر بھی زخمی ہوا ہے۔ اس تصادم پر اس وقت قابو پایا گیا جب پولیس کی مزید ٹکڑیاں وہاں آئیں۔ شیعہ مسلمانوں کی ایک سیاسی پارٹی تحریک جعفریہ نے الزام لگایا ہے کہ ہلاکتوں کیلئے سنی طبقہ ذمہ دار ہے۔ تاہم سپاہ صحابہ پاکستان (ایس ایس پی) نے ان الزامات کو غلط قرار دیا ہے۔ تاہم گذشتہ روز پنجاب میں عید کا تہوار پرامن رہا۔ کیونکہ سکیورٹی کے کڑے انتظامات تھے۔ مسلح پولیس عبادت گاہوں کی حفاظت کر رہی تھی۔

(ہند سماچار جالندھر)

چند یادیں اور قیمتی لمحات

محترم سعید احمد لون آف لنڈن ....

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے مجھے قادیان دارالامان میں جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی اس کے ساتھ ہی رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں روحانی اور ذکر الٰہی سے معمور ماحول میں چند دن گذارنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ خاکسار تحدیث نعمت کے طور پر قارئین کی خدمت میں اپنی چند حسین یادوں کا ذکر کرنا چاہتا ہے۔

خاکسار کی جائے پیدائش دارالسلام تنزانیہ (ایسٹ افریقہ) ہے جہاں تقریباً ۴۰ سال رہنے کا موقعہ ملا (افریقہ) کی آزادی کی وجہ سے ہمیں ہجرت کر کے لندن اپنے والدین کے پاس آنا پڑا جو چند سال پہلے یہاں قیام پذیر ہوئے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں خدا کے فضل سے لندن میں مجھے پرائیویٹ ملازمت مل گئی اور اب تک وہاں مقیم ہوں۔

تنزانیہ میں اس وقت افراد جماعت کی تعداد بہت کم تھی جو کہ بفضلہ تعالیٰ بعد میں بڑھتی چلی گئی۔ آزادی کے بعد ۱۹۸۹ء میں اور پھر پچھلے سال جلسہ سالانہ سے پہلے جانے کا موقعہ ملا جمعہ کی نماز میں مسجد بھری دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہاں کی زیادہ تر پیداوار ناریل کا جو 'لونگ وغیرہ ہے لوگ مکی کا آٹا بنا کر حلوے کی طرح ہاتھ سے مٹھی میں گولا بنا کر سالن کے ساتھ کھاتے ہیں روٹی وغیرہ کا رواج نہیں چاول بھی کھاتے ہیں اور لوگ بہت ملنسار ہیں مسلمان اکثریت میں ہیں اور زیادہ تر سنی مسلمان ہیں مسقط سے عرب لوگ اس علاقہ میں تجارت کرتے تھے اور بعضوں نے وہاں شادیاں بھی کیں اور وہیں بس گئے۔

اس وقت وہاں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مشنری انچارج تھے جنہوں نے سواحیلی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ملک کی آزادی سے پہلے اگر کسی نے جماعت کی مخالفت کی تو وہ ایشیائی لوگ ہی تھے افریقہ والوں نے سوائے چند ایک کے مخالفت نہیں کی پہلے افریقہ میں کام کرنے والے ہمارے مبلغین ایشیائی ہی ہیں جو ربوہ سے جاتے تھے تبلیغ سے پہلے D.C صاحب سے اجازت لینی ہوتی ہے کہ ہم فلاں جگہ فلاں تاریخ کو اس وقت جلسہ وغیرہ کریں گے۔ دوران تبلیغ بہت سے ایمان افروز واقعات ہوتے ہیں ایک دلچسپ واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ تبلیغ کے دوران ایک ایشیائی غیر احمدی جو کہ وہاں سے گزر رہا تھا اس نے بھرے ہوئے مجمع کو ہمارے مبلغ کے متعلق کہا کہ یہ پنجابی میرے ملک سے آئے ہوئے ہیں اور میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں یہ بہت جھوٹے ہیں ان قادیانیوں کی باتوں میں نہ آنا ہمارے ایک افریقن بھائی نے جواب دیا کہ دیکھو ابو جہل کو (آنحضرت ﷺ کی باتیں) سمجھ نہ آئی تھی حضرت بلال کو سمجھ آگئی۔ یہ سن کر وہ مخالف شرمندہ ہو کر وہاں سے چلا گیا ایک دو سال سے بعض دیگر ملکوں میں بھی جانے کا موقعہ ملا۔ زیورک میں خاکسار نے دیکھا کہ احمدیہ مسجد ایک

چرچ کے سامنے ہے اور مسجد کے گنبد کی خوبصورتی کیلئے فلڈ لائٹ لگی ہوئی ہے جس کی روشنی سے مسجد خوبصورت لگتی ہے میں نے مبلغ صاحب سے دریافت کیا کہ اس لائٹ کا تو بہت خرچ ہوتا ہوگا یہ کیوں لگائی گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ اس علاقہ میں یہ مسجد اکیلی ہے اسلئے حکومت خود زائرین کی توجہ و خوبصورتی کیلئے اخراجات برداشت کرتی ہے تاکہ لوگ اسے دور دور سے دیکھنے آئیں۔

جماعت احمدیہ کے ساتھ حکومت کی رواداری دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

خاکسار جب بنگلہ دیش گیا تو مذہبی رواداری کی ایک اور مثال سامنے آئی خاکسار نے دیکھا کہ شیخ حسینہ بنگلہ دیش کی وزیر اعظم ایک مندر میں تقریر کر رہی ہے اور آیت قرآنی لکم دینکم ولی دین کا حوالہ دیتے ہوئے ان سے انصاف و تعاون کا وعدہ کیا۔ جبکہ پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر دوسرے مسلمان خصوصاً حکومت کی طرف سے عبادتوں اور شعائر اسلامی پر پابندی ہے بفضلہ تعالیٰ لندن میں خاکسار سیکرٹری مال سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت بجا لاتا رہا ہے اب مجھے اپنے حلقہ والتھم فاریسٹ کے صدر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کی لندن آمد کے بعد یہاں تبلیغ کے کاموں میں بہت تیزی آگئی ہے اس سے پہلے ہم کافی کمزور اور پیچھے تھے حضور کی آمد نہ صرف اہل یورپ بلکہ ساری دنیا کیلئے ہر لحاظ سے بہت نمایاں اور غیر معمولی بابرکت ثابت ہوئی ہے انفرادی طور پر ہم سب لوگ کیا مرد کیا عورتیں اپنے اپنے دائرہ میں تبلیغ کرتے ہیں خدا کے فضل سے کیا انگریز اور کیا دوسرے' جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے متاثر ہوتے ہیں خاص طور پر جب حضور انور سے ملاقات ہوتی ہے تو ان میں نمایاں تبدیلی ہوتی ہے ہر سال ہم سیرۃ النبی اور پیشوایان مذاہب کا جلسہ کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں دعوتی کارڈ کے بغیر ہال کے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہوتی باقاعدہ پولیس کا انتظام ہوتا ہے تبلیغی اور سوال و جواب کی مجالس لگائی جاتی ہیں آخر پر میں قادیان میں گذرے ہوئے قیمتی لمحات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ امسال پہلی مرتبہ رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں قادیان دار الامان میں قیام کرنے کی توفیق ملی۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے از راہ شفقت گول کمرہ میں (جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ابتدائی مہمان خانہ ہے) قیام کا انتظام فرمایا اس لحاظ سے "الدار" مسجد مبارک اور بیت الدعا اور دار المسیح میں قیام کرنا خاکسار کیلئے بہت خوش قسمتی اور بہت بڑی سعادت ہے جس پر خاکسار اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتا ہے۔ قادیان میں قیام کے دوران رمضان کے روزے پانچ وقت باجماعت نمازوں بعد فجر درس حدیث اور نوافل و دیگر عبادات خاکسار کی زندگی کے انتہائی لمحات ہیں پہلی مرتبہ نماز تراویح کے دوران مکمل قرآن مجید سننے کا موقع ملا فالحمد للہ علی ذالک۔ یہاں کے روحانی ماحول اور لوگوں کی ملنساری اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے میں بہت متاثر ہوا ہوں اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ایک خاص بات جو میرے لئے باعث عزت و فخر ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے مجھے نہایت شفقت و محبت سے قرآن مجید پڑھنا سکھایا باوجود انتہائی مصروفیت کے آپ نے مجھے وقت دیا اور ہر وقت میرا خیال رکھا۔ میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اسی طرح مجھے مسجد مبارک میں تقریر کرنے کا موقعہ ملا یہ سب میرے لئے قیمتی لمحات اور انمول یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضا کی راہوں پر چلائے اور اپنے افضال و برکات عطا فرمائے۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء و ہدایت کے مطابق خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

طلاق کی وجوہات پر ایک ماہر نفسیات کی رائے

امریکہ کے ایک ماہر نفسیات ہاورڈ مارک مین نے لندن کی ایک کانفرنس میں دعویٰ کیا ہے کہ وہ شادی سے پہلے ہی ہونے والی بیوی کی بات چیت سن کر اور ان کے حالات دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ شادی نبھانے والی باتیں ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں تیرہ سال سے یہ کام کر رہا ہوں اور اب تک ۱۳۵ جوڑوں کے متعلق اندازے لگا کر انہیں بتا چکا ہوں۔ میرے ۹۰ فیصد اندازے درست نکلے ہیں۔

وہ کہتے ہیں طلاق کی بڑی وجہ بات چیت اور تعلقات کا یکسر ختم کر دینا ہوتا ہے۔ (Commu-nication Breakdown) اگر تعلقات جلد بازی اور غصہ میں یکدم توڑے نہ جائیں اور تعلقات بگڑنے کے بعد بھی بول چال جاری رکھیں اور کچھ عرصہ اکٹھے رہتے رہیں تو طلاق ہوتے ہوتے بھی بچ جاتی ہے۔ جب وہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے سے انکار کر دیتے ہیں، اپنی ضد پر اڑ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات سننے کے روادار نہیں رہتے تو اس کا نتیجہ طلاق ہوتا ہے۔ دوسری وجہ طلاق کی باہمی احترام کا فقدان ہوتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے کردار پر حملہ کرتے ہیں اور ہتک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک فریق دوسرے کو مسلسل نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اگر ایک نے دوسرے کے ہاتھ سے بیس میٹھی قاشیں کھائی ہوں اور ایک کڑوی آجائے تو پچھلی بیس کو یکسر بھلا کر ایک کڑوی کو بار بار دہراتا رہے گا اور ہمدردی حاصل کرنے کیلئے گھر کے باہر کے افراد کو بھی بتانا شروع کر دے گا (یا کر دے گی)۔ ایسے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنا کر ڈٹ جاتے ہیں اور ان کے والدین بھی اسے اپنی عزت کا مسئلہ بنا کر صورت حال کو مزید گمبھیر بنا دیتے ہیں۔ طلاق کی ایک وجہ آزاد اور خود مختار رہنے کی خواہش ہوتی ہے۔ ایسے لوگ شادی کے وقت کیا ہوا عہد کہ تنگی اور ترشی میں ایک دوسرے کا ساتھ نبا ہیں گے بھول جاتے ہیں۔ اور اگر وہ ضروریات زندگی اور بچوں کی پرورش کیلئے ایک دوسرے پر انحصار نہ رکھتے ہوں تو پھر کوئی چھوٹی موٹی بات بھی اگر بڑھ کر طلاق تک پہنچ جائے تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ ۹۶-۱۰-۲۴)

باتیں تو پروفیسر صاحب نے درست کہی ہیں۔ طلاق کی اور بھی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن اس کا اصل علاج تو خدا کے حضور جوابدہی کا خوف، جوڑے کے والدین کا اپنے گھریلو حالات اور ان کا بچوں کے سامنے باہمی محبت و شفقت کا نمونہ اور بچپن میں کی ہوئی ان کی نیک تربیت ہے۔ مگر جب معاشرہ میں مادہ پرستی، حد سے زیادہ بڑھتی ہوئی شخصی آزادی، جنسی بے راہ روی، انانیت، لالچ اور بخل کینسر کی طرح پھیل چکا ہو تو سیانوں اور بزرگوں کی باتیں کب مؤثر ہوتی ہیں اور پھر بات بات پر طلاق نہ ہو تو کیا ہو۔ اسلام میں طلاق کو حلال چیزوں میں سے خدا کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اس میں جلد بازی سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"...... دراصل قرآن شریف میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو یہ امر نہایت ہی ناگوار ہے کہ پرانے تعلقات والے خاوند اور بیوی آپس کے تعلقات کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے طلاق کے واسطے بڑی بڑی شرائط لگائی ہیں۔ وقفہ کے بعد تین طلاق کا دینا اور ان کو ایک ہی جگہ رہنا وغیرہ یہ امور سب اس واسطے ہیں کہ شاید کسی وقت اُن کے دلی رنج دور ہو کر آپس میں صلح ہو جاوے ......"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۹۰)

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، آسٹریلیا)

تبلیغی مساعی

دوران ماہ متعدد سرکاری و سیاسی افسران و نمائندگان سے رابطہ قائم کرتے ہوئے ان کی خدمت میں جماعتی لٹریچر دیا گیا۔ نیز غیر احمدی علماء یوپی کی خدمت میں تبلیغی خطوط و پمفلٹ ارسال کئے گئے۔ (عقیل احمد معلم وقف جدید بیرون)

منقولات

دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت' اسلام میں ایک نیا فتنہ

رفیق احمد ایڈووکیٹ کا تجزیہ

اسلام کے ۱۵۰۰ سو سالہ تاریخ میں بے شمار فرقے پیدا ہوئے اور علماء حق کی جدو جہد کے نتیجے میں اللہ نے ان سے امت کو نجات دی۔ مختلف لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن اللہ کے کرم سے ان کا مذہب خود ہی اپنے انجام کو پہونچ گیا۔ کسی بھی دور میں جب بھی کوئی شخص امت کو گمراہ کرنے کیلئے کھڑا ہوا تو علماء وقت نے سختی سے اس کی مخالفت کی اور اس کے سدباب کیلئے کوششیں کیں۔ قادیانی اور بہائی فتنے اس کی تازہ ترین مثال ہیں۔ ان کی پشت پر یہودی اور نصرانی قوتیں تھیں ان لوگوں نے چونکہ نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس لئے امت فوری طور پر بیدار ہو گئی اور ان کے دھوکے میں نہیں آئی۔ اسلام دشمن قوتیں ہمیشہ اس کوشش میں رہی ہیں کہ مسلمانوں کو دینِ حق سے ہٹا دیا جائے مختلف طریقے ہر دور میں آزمائے جاتے رہے ہیں اور امت میں سے ہی ایسے لوگوں کو تلاش کر کے اس کام پر مامور کیا جاتا رہا ہے ہماری بدقسمتی ہے کہ ہر دور میں ایسے لوگ انہیں دستیاب ہوتے رہے ہیں جو دانستہ یا نادانستہ ان کا آلہ کار بنتے رہے اور امت کو ان سے وقتی طور پر سہی لیکن بہت بڑا نقصان پہنچا۔

تازہ ترین فرقوں میں سب سے بڑا اور طاقتور فرقہ "زکریائی فرقہ" ہے یہ فرقہ اسلام کی کسی بنیادی تعلیم سے صریح انکار نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے بانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ ان دونوں صورتوں میں انہیں اُمت کی طرف سے زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن عملی طور سے انہوں نے لوگوں کو غیر محسوس طریقے پر دینِ حق سے ہٹا کر ایسے دین کی طرف موڑ دیا جو کہ اصل دین سے بالکل جدا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کا انکار نہیں کیا لیکن عملی طور سے لوگوں کو قرآن کے متبادل ایک دوسری کتاب فراہم کر دی جس کی تلاوت رات دن یہ لوگ کرتے رہتے ہیں۔ اس کتاب کو پہلے "تبلیغی نصاب" کہا جاتا تھا بعد میں اس کا نام بدل کر فضائل اعمال رکھ دیا گیا۔ بظاہر اس میں مختلف اعمال کے فضائل بیان کئے گئے ہیں لیکن یہ دراصل ضعیف اور موضوع احادیث گمراہ کن روایتوں اور جھوٹے واقعات کا مجموعہ ہے۔ یہ لوگ اس پر عمل اور یقین رکھتے ہیں جو کہ ایمان سے کم نہیں۔ اگر کوئی شخص انہیں سمجھانے کی کوشش کرے کہ اس میں بہت کچھ غلط بھی ہے تو یہ لوگ آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اس کی تلاوت پورے اطمینان قلب کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ہر زکریائی کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ اس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرے۔

جہاں تک قرآن کا سوال ہے اس کے بارے میں ان کا یقین ہے کہ یہ عام مسلمانوں کے سمجھنے کی کتاب نہیں ہے۔ علماء میں سے بھی وہی اس کے بطن تک پہنچ سکتے ہیں جنہیں ۱۵ علوم پر عبور حاصل ہو دیکھئے فضائل صفحہ ۱۵ قرآن مجید صرف اس لئے ہے کہ رات دن بغیر سمجھے اس کی تلاوت کی جائے اور زیادہ سے زیادہ بار اس کو ختم کیا جائے۔ سمجھنے کا جہاں تک تعلق ہے یہ کام تو عام مسلمان کا ہے ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ترجمہ قرآن سے خدا واسطے کا بیر ہوتا ہے۔ پوری زندگی تبلیغی جماعت میں گزارنے والوں کو بھی یہ توفیق نہیں ہوتی کہ زندگی میں کم از کم ایک بار قرآن کو سمجھ کر پڑھ لیں۔ اگر کسی مسجد میں جہاں تبلیغی نصاب پڑھا جاتا ہو۔ وہاں ترجمہ قرآن مجید سنانے کی کوشش کی جائے تو یہ لوگ سختی سے مخالفت کرتے ہیں۔۔۔ دراصل اس فرقہ کا یہی بنیادی مشن ہے کہ لوگوں کو قرآن مجید سے دور کیا جائے۔ اگر قرآن سے دور کرنے کا کام یہ لوگ صاف صاف انداز میں کرتے تو بہت پہلے ہی ان کا قلع قمع ہو چکا ہوتا کیونکہ مسلمان قرآن سے اتنی محبت اور قربت رکھتا ہے کہ اس کے خلاف ایک لفظ بولنے والے کے قتل کے درپے ہو جاتا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ طریقہ اپنایا کہ لوگوں کو بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی طرف راغب کیا جائے اور اس کی اتنی فضیلتیں بیان کی جائیں کہ لوگ سمجھنے کی طرف توجہ ہی نہ دیں۔ جب مسلمان قرآن کو ہدایت کے بجائے صرف برکت اور ثواب کے لئے پڑھنے لگیں گے تو قرآن سے دور کرنے کا مقصد اپنے آپ حل ہو جائے گا،

عوام الناس کو قرآن سے دور رکھنے کی بہت بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ جو دین یہ لوگوں میں پھیلانا چاہتے تھے وہ پھیل ہی نہیں سکتا تھا اگر لوگ قرآنی تعلیمات سے واقف ہوتے۔ آج بھی اگر کوئی صرف ایک بار قرآن کا مطالعہ کرے تو وہ تبلیغی نصاب کو اٹھا کر دیوار پر دے مارے گا کیونکہ یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جائے گی کہ اس کتاب میں لوگوں کو اصل قرآنی تعلیمات سے ہٹا کر ایک نئے دین کی طرف لانے کی کوشش کی جا رہی ہے جس پر لیبل اسلام کا ہے لیکن اصل میں وہ نیا دین ہے۔ اس فرقے کے یہاں مختصر طور پر ان عقائد کا جائزہ لیا جاتا ہے جو کہ اصل دین سے ہٹے ہوئے ہیں۔

۱۔ عملی طور پر تبلیغی نصاب کو قرآن پر فوقیت دینا اور اس کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ اس میں لکھا ہوا ہر لفظ بالکل صحیح ہے اس کا تذکرہ پہلے آچکا ہے۔

۲۔ قرآن اور سنت سے یہ ثابت ہے کہ کراما کاتبین ہر عمل کو لکھتے ہیں اور قیامت میں یہ نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ زکریائی یہ مانتے ہیں کہ گناہ انسان کے ہاتھوں پیشانی وغیرہ پر چپک جاتے ہیں اور وضو کے ساتھ دھل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ سخت ترین گناہ جیسے ماں باپ کی نافرمانی' زنا' شراب اور لہو لعب بھی وضو کے ساتھ دھل جاتے ہیں۔۔۔ دیکھئے فضائل ذکر صفحہ ۱۴۹۔۔۔ اور بعض صاحب کشف لوگوں کو دھلتے ہوئے نظر بھی آجاتے ہیں۔

۳۔ قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ کراما کاتبین کوئی عمل لکھنے سے نہیں چھوڑتے لیکن زکریائی کہتے ہیں کہ "ذکر خفی" نام کا کراما کاتبین سے پوشیدہ رہتا ہے اور وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ خود انہیں نکال کر دکھائے گا۔ اس کیلئے زکریا صاحب نے جس حدیث کو بیان کیا ہے وہ علماء حدیث کی تحقیق کے مطابق موضوع (گھڑی ہوئی) ہے دیکھئے فضائل ذکر صفحہ ۴۳۔

۴۔ تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نظام میں کوئی بھول چوک نہیں ہوتی۔ فرشتوں کے ذمے جو کام ہیں وہ اپنی پوری ذمہ داری سے کرتے ہیں اور کوئی غلطی نہیں کرتے۔ لیکن زکریا صاحب کا کہنا ہے کہ فرشتوں سے بھی بھول چوک ہو سکتی ہے اور وہ غلطی سے کسی کی روح قبض کر کے اور غلطی کا احساس ہونے پر واپس بھی بھیج دیتے ہیں۔ دیکھئے۔ فضائل نماز صفحہ ۔۱۱

۵۔ کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ اس بارے میں اظہار خیال کرے کہ رسول اللہ ﷺ کس رات کی صحبت سے وجود میں آئے تھے۔ نعوذ باللہ لیکن زکریا صاحب بعض لوگوں کا یہ خیال نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ شب جمعہ میں والد ماجد کی پیٹ سے رحم مادر میں تشریف لائے تھے ۔دیکھئے۔۔۔ فضائل درود صفحہ ۷۳ بلا شبہ یہ رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی ہے۔

۶۔ قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ فرض ہے مخصوص حالات کے تحت یہ فرض عین کا درجہ اختیار کر لیتا ہے اور عام حالات میں فرض کفایہ ہے۔ اسے نفلی عبادت کہنا دین سے انحراف ہے۔ زکریا صاحب نے مختلف طریقوں سے جہاد فی سبیل اللہ کو ایک کمتر عبادت ثابت کرتے ہوئے شہید کے درجہ کو بھی کم کیا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے ضعیف اور موضوع احادیث کا سہارا لیا ہے کہیں ورد کرنے کو اور کہیں نفلی نمازوں کو جہاد سے اصل قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک بے انتہا ضعیف حدیث بیان کرتے ہیں۔ فضائل ذکر صفحہ ۱۴۲۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو تم میں عاجز ہو راتوں کو محنت کرنے سے اور بخیل کی وجہ سے مال بھی نہ خرچ کیا جاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکتا ہو۔ اسے چاہئے کہ ذکر کثرت سے کرے۔

ف : یعنی ہر قسم کی کوتاہی جو عبادات نفلیہ میں ہوتی ہے اللہ کا ذکر اس کی تلافی کر دیتا ہے۔

اس طرح زکریا صاحب نے جہاد کو نفلی عبادت ثابت کیا اور یہ بھی فرمادیا کہ اللہ کا ذکر اس کی تلافی کر دیتا ہے (یاد رہے کہ زکریا صاحب نے ذکر سے ورد مراد لیا ہے یعنی رٹنا جبکہ ذکر کے صحیح معنی نصیحت حاصل کرنے' سمجھنے یاد کو لکھنے اور یاد کرنے کے ہیں) اگرچہ اس حدیث کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا تھا کہ جس شخص میں مندرجہ بالا بیماریاں ہوں وہ اللہ کو کثرت سے یاد کرے تاکہ اس کی یہ بیماریاں دور ہو جائیں۔۔۔ لیکن زکریا صاحب نے دانستہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

۷۔ کسی مسلمان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے حوالے سے ایسی بات بیان کرے جو حضورؐ نے نہ کہی ہو اور جس کے بارے میں اُسے معلوم ہو کہ یہ جھوٹ ہے۔ دوسرے الفاظ میں کسی مسلمان کی جان بوجھ کر جھوٹی حدیث بیان کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اصولاً اس بات پر علماء متفق ہیں لیکن زکریا صاحب نے تبلیغی نصاب میں بے شمار ایسی حدیثیں نقل کی ہیں جنہیں علماء حدیث موضوع (گھڑی ہوئی) قرار دیکر رد کر چکے ہیں۔

زکریا صاحب خود شیخ الحدیث تھے اس لئے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ انہیں ان حدیثوں کی اصلیت نہ معلوم ہو لیکن پھر بھی انہوں نے نقل کیں۔۔۔ اور خود بری ذمہ ہونے کیلئے عربی میں یہ صراحت کر دی کہ فلاں حدیث ضعیف ہے 'موضوع ہے' باطل ہے۔ لیکن اس بات کو اردو میں نقل نہیں کیا زکریائی چونکہ تبلیغی نصاب کے ایک ایک لفظ پر پورا ایمان رکھتے ہیں اس لئے تمام ضعیف اور موضوع حدیثوں کو صحیح سمجھ کر پڑھتے ہیں اور بے دھڑک بیان بھی کرتے ہیں اس فرقہ میں چونکہ اکثریت جاہلوں کی ہے اور پڑھے لکھے بھی عربی سے ناواقف ہیں اس لئے انہیں یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح ہے اور کونسی موضوع۔ بڑے بڑے مجمعوں میں بے دھڑک جھوٹی حدیثیں بیان کی جاتی ہیں یہاں تک کہ بزرگوں کے ارشادات اور اپنی باتوں کو بھی ایک حدیث میں آیا ہے کہہ کر بیان کر دیا جاتا ہے پرانے وقتوں میں محدثین نے احادیث پر جاں گسل محنت کر کے صحیح اور غلط کو الگ الگ کیا تھا تاکہ امت گمراہ نہ ہو۔ ان کے اس کام پر پوری طرح پانی پھیرنے کا بیڑا یہ فرقہ اٹھائے ہوئے ہے۔

دین کی بنیاد دو ہی چیزوں پر ہے۔ قرآن اور حدیث قرآن سے انہوں نے اس طرح دور کیا کہ لوگوں کو ترجمے سے بیزار کر دیا اور حدیث سے اس طرح دور کیا صحیح احادیث میں ضعیف اور موضوع احادیث کو اس طرح خلط ملط کر دیا کہ دین کی اصل شکل ہی بگڑ کر رہ جائے۔ اس طرح یہ فرقہ اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کا کام پوری جانفشانی سے کر رہا ہے اور اپنا لیبل اسلام کا لگائے ہوئے ہیں۔ قادیانی وغیرہ جو فرقے تھے وہ بھی اسلام کا لیبل لگا کر لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ علماء میں اکثر اتنی ہمت نہیں کر پائے کہ اس فرقہ کے سدباب کیلئے پوری طاقت سے آواز بلند کریں کیونکہ یہ فرقہ انتہائی طاقتور ہو چکا ہے اور اکثر مساجد پر اس نے قبضہ کر لیا ہے۔ جن مساجد پر اس فرقہ کا قبضہ ہے وہاں یہ تبلیغی نصاب کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں پڑھنے دیتے۔ یہاں تک کہ قرآن کا ترجمہ تک بیان نہیں ہونے دیتے۔

اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے اُمت کو محفوظ فرمائے۔ (کاشف دہلی یکم تا ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

☎ 543105
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

بھارت کی مختلف جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ

جمشید پور : ۹۸-۲-۲۱ کو مسجد احمدیہ جمشید پور میں جلسہ یوم مصلح موعود محترم سید جاوید انور صاحب صدر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ محترم مولوی کنور عصمت علی صاحب کی تلاوت اور محترم سید فرید الدین قادری صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم سید معین الحق صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا متن پڑھ کر سنایا جلسہ میں محترم عصمت علی صاحب اور خاکسار نے تقریر کی۔ آخر پر محترم صدر جلسہ نے خطاب فرمایا۔ جلسہ میں نو احمدی اور غیر احمدی افراد نے بھی شرکت کی۔ آخر پر شیرینی تقسیم کی گئی۔

(محمد انور احمد خادم سلسلہ جمشید پور)

چنتہ کنٹہ :۔ ۲۰ر فروری کو جلسہ زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد ظہیر الدین خاکسار محمود احمد بابو قائد مجلس شروع ہوا۔ جلسہ میں محمد فخر الدین صاحب زعیم انصار اللہ' عابد اللہ شریف صاحب' عبد الحفیظ صاحب' محمد شمس الدین صاحب حبیب اللہ شریف صاحب' کے ناصر احمد صاحب انسپکٹر بیت المال اور محترم صدر اجلاس نے تقریر کی اور مکرم بشارت احمد' مکرم عبد القادر شمس' بشیر احمد طاہر' محمد اعظم نے نظم پڑھی۔

ایک روز قبل مسجد کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا بعد نماز فجر خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔ جلسہ کے دوران چائے اور مٹھائی سے حاضرین کی تواضع کی گئی جلسہ کے آخر پر خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ جلسہ کے اختتام پر مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کی جانب سے احباب و مستورات کو کھانا کھلایا گیا۔ (امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ)

سورو :۔ ۲۲ر فروری کو مسجد احمدیہ سورو میں مکرم مولوی عبد الوکیل صاحب نیاز انسپکٹر تحریک جدید قادیان کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی خاکسار کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ جلسہ میں مکرم مولوی افتخار احمد صاحب مبلغ کا گڑھ ہماچل مکرم مولوی فہیم احمد صاحب مبلغ سیتاپور (یوپی) مکرم خالد حسین صاحب انجینئر مکرم مولوی ایوب صاحب مبلغ نیپال نے تقریر کی مکرم غلام مہدی ناصر صاحب سابق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے علوم ظاہری اور باطنی کے متعلق چشم دید واقعات سنائے۔ اس موقع پر خدام اور اطفال کے علمی اور ورزشی مقابلے کرائے گئے۔ پوزیشن حاصل کرنے والے خدام اور اطفال کو انعامات دیئے گئے جلسہ کے اختتام پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ (غلام حیدر خان)

معلم وقف جدید اندرون اڑیسہ جماعت احمدیہ سورو)

بمبئی :۔ ۲۲ر فروری کو جماعت احمدیہ بمبئی نے زیر صدارت مکرم امیر صاحب بہت ہی شاندار طریق پر یوم مصلح موعودؓ کا جلسہ منعقد کیا کارروائی دن کے گیارہ بجے شروع ہوئی۔ محترم سید خلیل احمد صاحب کی تلاوت کے بعد محترم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بمبئی نے پیشگوئی کا متن پڑھ کر سنایا بعدہ مکرم منظور احمد صاحب' مکرم مبشر احمد صاحب' خاکسار نے تقریر کی جبکہ مکرم نور الدین صاحب اور مکرم اسد صاحب نے نظم پڑھی۔

بعدہ صدر جلسہ نے احباب کو چند نصائح کیں آخر پر خدام الاحمدیہ کی طرف سے چائے ناشتہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ میں ۱۲۰ افراد نے شرکت کی۔ (باسط رسول مبلغ بمبئی)

ساگر : ۲۲ر فروری بروز ہفتہ شام ساڑھے نو بجے مرحوم ایس اے منیر احمد کے گھر پر جلسہ منعقد ہوا جس میں مکرم عبد الحمید صاحب نے تلاوت کی۔ امتیاز احمد نے حمد اور حاجی صاحب نے نعت پڑھی اور مکرم فاروق احمد' مزمل احمد اور خاکسار نے تقریر کی۔ آخر پر حاجی صاحب نے جماعت احمدیہ کے کارنامے پر تقریر کی۔ (عبد الحمید احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ ساگر)

شاہ پور : جماعت احمدیہ شاہ پور کے زیر اہتمام جلسہ یوم مصلح موعود بعد نماز عشاء منعقد ہوا جس کی صدارت محترم صدر جماعت کے نعیم احمد تیماپوری ایڈوکیٹ شاہ پور نے کی۔ مکرمی عبد المجید صاحب استاد شاہ پور نے تلاوت کی۔

مکرمی عبد الحمید اُستاد نے نظم سنائی بعد ازاں عبد الغفور صاحب دیودرگی۔ مکرم عبد الحمید صاحب استاد مکرم صدر جماعت کے نعیم احمد تیماپوری ایڈوکیٹ شاہ پور نے تقریر اور مکرم عبد القدیر صاحب لاڑجی نے نظم پڑھی جلسہ رات ساڑھے ۹ بجے بعد دُعا اختتام پذیر ہوا۔ غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔

(نعیم احمد تیماپور)

خانپور ملکی : ۲۰ فروری کو جماعت احمدیہ خانپور ملکی نے جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا۔

جلسہ کا آغاز شام سات بجے خاکسار کے ہی زیر صدارت ہوا۔ مکرم مولوی اسماعیل خان صاحب مبلغ سلسلہ بھاگلپور کی تلاوت' عزیزم انور دانش نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں عزیز مبشر عالم راجہ' مکرم سید افتاب احمد خاں صاحب مبلغ سلسلہ مکرم ہارون رشید صاحب معلم سلسلہ مکرم مولوی اسماعیل احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ نے تقریر کی اور مکرم مولوی اسماعیل خان صاحب' مکرم عادل رشید صاحب زیدی مکرم لقمان احمد نے

شاہ جہانپور : ۲۰ر فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود عائشہ بیگم صاحبہ کے مکان پر منعقد ہوا۔

خاکسارہ نے تلاوت کی اور جلسہ کی غرض و غایت بیان کی بعدہ حضرت مصلح موعود کی شان میں نظمیں پڑھی گئیں۔ اور آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر بہنوں نے مضامین پڑھے۔

آخر میں بہنوں سے چند سوالات پوچھے گئے جن کے تسلی بخش جوابات ملے۔ الحمد للہ۔

اجلاس میں ممبرات لجنہ کے علاوہ ۱۳ غیر احمدی اور ۱۱ غیر مسلم مستورات نے شرکت کی۔ اختتام جلسہ کے بعد حاضرین کی تواضع کی گئی۔ (آفریدہ حمید صدر لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور)

قرارداد تعزیت بر وفات محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

از طرف :- ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کیلئے یہ خبر بہت افسوس اور رنج کا موجب ہوئی کہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور امیر مقامی ربوہ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۹۷ء کو قریباً ۸۷ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے تین سال بعد ۷ار مارچ ۱۹۱۱ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے آپ کو مامور من اللہ سے بہت قریب کا زمانہ میسر آیا۔ مامور من اللہ کا زمانہ یا اس کے زمانے کا قرب خوش نصیبوں کو ہی ملتا ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی لمبی زندگی بھرپور خدمات اور انجام بخیر بتاتا ہے کہ وہ ان سعادتوں سے فیضیاب ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ر دسمبر میں آپ کا بہت ہی محبت بھرا ذکر خیر فرمایا اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی فرزند قرار دیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ وہ ایسے وجود تھے جنہوں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بھی حصہ پایا۔ اگرچہ بظاہر وہ الہامات حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے نام سے متعلق تھے لیکن وقت نے بتایا کہ ان الہامات کی برکات سے حصہ پانے والا وجود جس پر ان الہامات کا اطلاق بہت خوبصورتی سے ہوتا ہے ان کے بیٹے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تھے۔ مثلاً حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارے میں ۱۹۰۷ء کا الہام کہ اللہ نے اسے خلاف توقع لمبی عمر دی اور اللہ نے صاحب امر بنایا۔ آپ کے حالات زندگی ثابت کرتے ہیں کہ لمبی عمر پانے اور صاحب امر بنائے جانے کی خصوصیات مکرم صاحبزادہ صاحب موصوف میں بہت نمایاں طور پر پوری ہوئیں۔ انہوں نے مختلف عوارض اور خصوصاً دل کی مرض کے باوجود خلاف توقع لمبی عمر پائی اور ۴۵ بار صاحب امر بنے یعنی امیر مقامی کی اہم ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔

محترم صاحبزادہ صاحب بے لوث اور ہمدرد انسان تھے۔ دوسروں کی خبر گیری کرنے والے ان کیلئے درد رکھنے والے اور اپنی ذات کیلئے بے فکر وجود تھے۔ ان کی سادگی اور مزاج کا دھیمہ پن ان کی زندگی کا شعار بن چکا تھا۔ صاحب امر کی حیثیت سے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے آپ ایک نڈر اور بہادر انسان تھے۔ خلافت پر جان چھڑکتے تھے اور کوئی ناشائستہ بات نظام خلافت کے بارے میں ان کی برداشت سے باہر ہوتی تھی۔ خلافت کی تائید میں وہ ایک سونتی ہوئی تلوار تھے۔ خلافت کی بیحد فرمانبرداری' جانثاری اور پاسبانی میں ایک روشن مثال تھے۔

آپ نے جملہ مفوضہ ذمہ داریوں کو نہایت کامیابی سے خلافت کے منشاء کے عین مطابق سرانجام دیا۔ زبردست منتظم تھے۔ ان کے بے شمار اوصاف عالیہ میں عاجزی اور انکساری کو ایک نمایاں مقام حاصل تھا۔

لاریب ایک پاک اور سرتاپا جانثار احمدیت وجود ہم سے رخصت ہوا۔ ان کی خدمات کے حوالہ سے ان کی یاد ہمیشہ زندہ رہے گی۔

جماعت احمدیہ برطانیہ اس عظیم سانحہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کی بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب جن کے سپرد اب امارت مقامی اور نظارت علیاء کی ذمہ داری عائد ہوئی ہے) اور دیگر بہن بھائیوں' نیز تمام افراد خاندان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ اس قرارداد کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے ساتھ بھی اور خاص طور پر اہالیان ربوہ کی خدمت میں بھی اپنی ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

نوٹ : حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کشمیر اور محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ آسنور نے قرارداد ہائے تعزیت بغرض اشاعت بدر کو بھجوائی ہیں۔

ایک ضروری گذارش

جملہ ناظمین وزعماء کرام واراکین مجالس انصاراللہ بھارت کی خدمت میں سال نو اور رمضان المبارک کی مبارک باد عرض ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اور مقبول خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا ہر قدم ترقی کی جانب بڑھتا چلا جائے آمین۔

سال نو کے آغاز میں جملہ مجالس انصاراللہ بھارت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ لائحہ عمل برائے سال ۱۹۹۸ء کے مطابق اپنی مساعی کو تیز سے تیز تر کردیں۔ اور ہر شعبہ کی جانب پوری توجہ دیکر باقاعدہ ہر ماہ اپنی مساعی کی رپورٹ دفتر انصاراللہ بھارت کو بھجوایا کریں۔ اس وقت خصوصاً مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔ اُمید ہے مجالس فوری طور پر اس جانب دست تعاون بڑھائیں گی۔

۱۔ اپنی اپنی مجالس کی تجنید مکمل کر کے فوری طور پر بھجوادیں۔

۲۔ اپنی مجالس کا بجٹ بنا کر ایک کاپی اپنے پاس رکھیں اور ایک مرکز کو برائے ریکارڈ بھجوادیں۔ یاد رہے کہ بجٹ بناتے ہوئے مکرم سیکرٹری صاحب مال کے بجٹ کو آمد کا معیار بنایا جائے تاکہ کسی کو شکوہ نہ ہو اور نہ کسی کا بجٹ کم شمار ہو۔

۳۔ تعمیر دفتر و گیسٹ ہاؤس مجلس انصاراللہ بھارت کیلئے سال رواں میں پانچ لاکھ روپے کا بجٹ تجویز کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر مجلس زیادہ سے زیادہ بجٹ مہیا کرنے کی کوشش کرے۔ اس تعلق میں آپ کو چندیوم میں معین اطلاع دی جائے گی۔ علاوہ ازیں ہر مجلس کے مخیر اور صاحب استطاعت انصار بھائیوں کو دل کھول کر اس مد میں عطایا دینے کی تحریک کریں۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اُن کے اموال میں پہلے سے کہیں بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا۔

یاد رہے کہ بلڈنگ کھڑی ہو چکی ہے۔ دفتر اس میں منتقل ہو چکا ہے لیکن ابھی اس کی پہلی منزل کے دروازے کھڑکیاں وغیرہ اور تمام بلڈنگ کے فرش اور پلستر کا بہت سا کام باقی ہے جس پر لگ بھگ دس لاکھ خرچ کا اندازہ ہے۔ اور اس خرچ کے علاوہ مرکزی فنڈ وغیرہ سے لئے گئے کئی لاکھ کے قرض بھی ادا کرنے ہیں۔ اُمید ہے مجالس اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گی۔

۴۔ سال ۱۹۹۸ء کے بیعتوں کے ٹارگیٹ کو پورا کرنے کیلئے دعوت الی اللہ کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے منتظمین تبلیغ کو بیدار کر کے اُن کے پاس ہر ماہ کا ریکارڈ رکھنے کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے اور پھر نو مبائعین کی تربیت کی ذمہ داری بھی حضور انور نے ذیلی تنظیموں کے سپرد فرمائی ہے۔ اس لئے نو مبائعین میں مجلس انصاراللہ قائم کر کے اُن کی تربیت کیلئے معین پروگرام بنا کر دفتر انصاراللہ کو مطلع فرمائیں۔ تاکہ اس کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی جاسکے۔

۵۔ جن جن مجالس میں انتخاب کی مدت پوری ہو چکی ہے وہاں پر دفتر کی جانب سے صدر صاحب یا امیر صاحب جماعت احمدیہ کو لکھا جارہا ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں زعماء کا انتخاب حسب قواعد کروائیں۔ اگر آپ کی مجلس میں ایسی اطلاع آئے تو آپ ان سے پورا پورا تعاون فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

۶۔ یاد رہے کہ ابھی حال ہی میں دستور اساسی مجلس انصاراللہ بھارت کے بعض قواعد میں ترمیم ہو چکی ہے جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ریزولیشن نمبر ۶۰ مورخہ (۹۷-۱۲-۳) میں ریکارڈ ہو چکی ہے اس کے مطابق آئندہ صدر مجلس انصاراللہ اور زعیم اعلیٰ اور زعیم اور دیگر عہدیداران دو سال کیلئے منتخب ہوا کریں گے۔ اُمید ہے تمام ناظمین و زعماء کرام اپنی اپنی مجالس کا جائزہ لیکر مندرجہ گذارشات کی طرف فوری اور خصوصی توجہ دیکر دفتر انصاراللہ بھارت کو اطلاع دیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور ہمیشہ حامی و ناصر رہے۔ آمین۔ (صدر مجلس انصاراللہ بھارت)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت

انشاء اللہ امسال ماہ اکتوبر میں قادیان دارالامان میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ۲۹واں اور مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کا ۲۰واں سالانہ اجتماع منعقد ہوگا۔ اجتماع کے پروگراموں کی تفصیل بذریعہ سرکلر تمام مجالس کو بھجوائی جارہی ہے قائدین کرام اس کے مطابق ابھی سے خدام واطفال کی تیاری کروائیں اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں اجتماع میں شرکت کی کوشش کریں۔ امسال مجلس شوریٰ کے دو اجلاسات ہوں گے پہلے اجلاس میں صدر مجلس کا انتخاب عمل میں آئے گا اور دوسرے میں مجلس کے معاملات پیش ہوں گے اس لئے مجلس شوریٰ اجتماع کے اگلے روز ہوگی لہٰذا نمائندگان شوریٰ کو ایک دن زائد قیام کرنا ہوگا۔

(صدر اجتماع کمیٹی مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka

Contact:-

CHOICE REAL ESTATE

327 Tipu Sultan palace Road

Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

برائے ۹۹-۱۹۹۸ ۲۰۰۰-۹۹ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امسال نئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے انتخاب کی منظوری مرحمت فرمادی ہے۔

یہ انتخاب انشاء اللہ ماہ اکتوبر ۹۸ء میں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر مجلس شوریٰ میں منعقد ہوگا۔

انتخاب سے متعلق ضروری قواعد اور مجلس شوریٰ میں نمائندگی کیلئے ضروری ہدایات پر مشتمل سرکلر دفتر خدام الاحمدیہ بھارت کیطرف سے تمام مجالس کو بھجوایا جارہا ہے۔ (نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

انعامی علمی مقالہ خدام الاحمدیہ بھارت

جملہ قائدین اور خدام کی آگاہی کیلئے اعلان ہے کہ امسال (۹۸-۱۹۹۷ء) مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے انعامی مقالہ کیلئے درج ذیل عنوان تجویز کیا گیا ہے۔

"موجودہ اقتصادی حالات اور حرمت سود"

مقالہ کی شرائط درج ذیل ہیں۔

(الف)...... مقالہ دس ۱۰ ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔

(ب)...... حوالہ دیتے وقت کتاب کا نام اور مصنف کا نام ضرور تحریر کریں۔

(ج)...... کاغذ کے دونوں اطراف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔

(د)...... مقالہ ٹھوس بنیادوں اور دلائل پر مبنی اور معیاری ہو۔ اور خوشخط لکھا ہو۔

(ر)...... مقالہ درج ذیل زبانوں میں لکھا جاسکتا ہے۔

اردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ پنجابی۔ ملیالم۔ بنگلہ۔ اڑیہ۔ تامل۔ تیلگو اور کنڑ۔

(و)...... انعام مقالہ کے تعلق سے آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔

مقالہ میں اول آنے والے خادم کو ...... ۵۰۰ روپے

دوئم آنے والے خادم کو ...... ۴۰۰ روپے

سوئم آنے والے خادم کو ...... ۳۰۰ روپے کا انعام دیا جائے گا۔

دفتر میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ر اگست ۱۹۹۸ء ہے۔ قائدین مجالس سے گذارش ہے کہ وہ تمام خدام میں اسکا اعلان کردیں۔ اور دوران سال کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ خدام مقالہ لکھیں۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

امتحان مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

برائے دینی نصاب سال ۹۸-۱۹۹۷

۱۔ تمام قائدین مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کے دینی نصاب بابت سال ۹۸-۱۹۹۷ء کا امتحان ماہ اگست کے آخری اتوار مورخہ ۹۸-۸-۳۰ کو لیا جائے گا۔

۲۔ پرچہ جات کسی بھی علاقائی زبان میں حل کئے جاسکتے ہیں۔

۳۔ اپنی مجلس میں محترم ناظم اطفال صاحب کے تعاون سے تعلیمی کلاس جاری کردیں۔ آپ کی مجلس کے کم از کم ۵۰ فیصد اطفال اس امتحان میں شامل ہونے چاہئیں۔ زیادہ سے زیادہ اطفال کو اس کلاس میں شامل کریں۔

۴۔ حل شدہ پرچہ جات مورخہ ۲ر ستمبر ۱۹۹۸ء تک بہر حال سپرد ڈاک کردیئے جائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ نصاب بذریعہ سرکلر بھیجا جاچکا ہے۔ (سیکرٹری تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ESTD:1898

MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES

M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS

NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT

BANGALORE - 560002 INDIA

☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS

All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

اداریہ سے متعلق حوالہ جات کے عکس

قادیانی مُردہ کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس سلسلہ میں کہ بعض دفعہ قادیانی اپنے مُردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کر دیتے ہیں۔ اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ان کو نکالا جائے۔ تو کیا قادیانی کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ اور مسلمانوں کے اس طرز عمل کا کیا جواز ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

کُل ہند مجلسِ تحفظ ختم نبوت

دارالعلوم دیوبند

۳۱

نیز امام ابوداؤدؒ نے آخر کتاب الجہاد "باب فی الاقامۃ بارض الشرک" میں یہ حدیث نقل کی ہے:

من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله	جس شخص نے مشرک کے ساتھ سکونت اختیار کی وہ اسی کی مثل ہوگا۔
(ابوداؤد ص ۲۹ ج ۲)	

پس جب کہ دنیا کی عارضی زندگی میں کافر و مسلمان کی اکٹھی سکونت کو گوارا نہیں فرمایا گیا تو قبر کی طویل ترین زندگی میں اس اجتماع کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت اور ان کیلئے دعا و استغفار کا حکم ہے۔ جبکہ کسی کافر کے لئے دعا و استغفار اور ایصال ثواب جائز نہیں۔ اس لئے لازم ہوا کہ کسی کافر کی قبر مسلمانوں کے قبرستان میں نہ رہنے دی جائے، جس سے زائرین کو دھوکہ لگے۔ اور وہ کافر مُردوں کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا و استغفار کرنے لگے۔

حضرات فقہاء نے مسلم و کافر کے امتیاز کی یہاں تک رعایت کی ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کا مکان مسلمانوں کے محلے میں ہو تو اس پر علامت کا ہونا ضروری ہے کہ یہ غیر مسلم کا مکان ہے تاکہ کوئی مسلمان وہاں کھڑا ہو کر دعا و سلام نہ کرے۔ جیسا کہ کتاب السیر باب احکام اہل الذمہ میں فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

خلاصہ یہ کہ کسی غیر مسلم کو خصوصاً کسی قادیانی مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ اور اگر دفن کرایا گیا ہو تو اس کا اکھاڑنا اور مسلمانوں کے قبرستان کو اس مُردار سے پاک کرنا ضروری ہے۔

ھذا ما سنح لی۔ واللہ اعلم بالصواب

قادیانی مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

کُل ہند مجلسِ تحفظ ختم نبوت

دارالعلوم دیوبند

طلاع ۹۳۱

صفحہ ۱۳

۲۔ ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اٹل عقیدہ ہے اس لئے جو لوگ دعویٰ اسلام کے باوجود کسی جھوٹے مدعی نبوت کو مانتے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص کو اس جھوٹے مدعی پر چسپاں کرتے ہیں وہ مرتد اور زندیق ہیں۔

۳۔ مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور اس کے شبہات دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ان تین دنوں میں وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے پکا سچا مسلمان بن کر رہنے کا عہد کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اسے رہا کر دیا جائے لیکن اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کر دیا جائے۔ جمہور ائمہ کے نزدیک مرتد خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے

صفحہ ۱۴

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے

صفحہ ۱۷

۲۔ کیا قادیانیوں یا کسی غیر مسلم سے دوستی رکھنا جائز ہے؟

ج ..... حرام ہے۔

صفحہ ۱۰۱

کی دعوت قبول کرنے پر تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں تو ایسے مذہب سے

الوداعیہ اور استقبالیہ تقریب

۱۸/ فروری کو مجلس انصار اللہ بھارت کے نئے دفتر میں محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب سابق صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور نئے صدر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد کے اعزاز میں الوداعیہ اور استقبالیہ تقریب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ہر دو صدر صاحبان اور صدر اجلاس کی گل پوشی کی گئی۔

دفتر کے صحن میں خوبصورت پنڈال سجایا گیا اور بعد نماز عصر ۵ بجے شام محترم مولوی عنایت اللہ صاحب کی تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز ہوا مکرم مولوی محمد یوسف صاحب بٹ قادیان نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام پیش کیا۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ بھارت نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا جس میں سابق صدر محترم کی اعلیٰ خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ان کو مبارک باد پیش کی۔ بعدہ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے مختصر خطاب فرمایا۔ آپ نے جملہ اراکین مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے لئے دعا کی درخواست کی اس طرح نئے صدر محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے اراکین سے دعا اور تعاون کی درخواست کی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر اجلاس نے موقع کی مناسبت سے مختصر خطاب فرماتے ہوئے اراکین کو مفید نصائح سے نوازا اور حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں کام کرنے کی نصیحت فرمائی۔ بعد دُعا اجلاس برخواست ہوا۔ اجلاس کے بعد تمام اراکین کی تواضع بھی کی گئی۔

(فیض احمد۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ بھارت)

مفت طبّی کیمپ

گذشتہ دنوں ضلع مورنگ نیپال کے گاؤں (نیتا چوک) اور مرگھاں میں ایک روزہ طبّی کیمپ لگایا گیا جس میں ۲۱۱ مریضوں کا معائنہ کر کے علاج کیا گیا۔

اسی طرح اٹھری کے ایک یتیم خانہ جس میں ۳ سال سے ۱۲ سال کی عمر کی ۱۳ لڑکیاں ۱۵ لڑکے ہیں کو نئے کپڑے تقسیم کئے۔ تقسیم کے موقع پر خاکسار کے ہمراہ دہی 'اٹھری' کھنار جماعت کے صدر صاحبان تھے۔ یتیم خانہ کی انتظامیہ و چند ممبران موقع پر حاضر تھے انہوں نے جماعت احمدیہ کی اس خدمت کو سراہا اور شکریہ ادا کیا۔

(ایوب علی خان مبلغ سلسلہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

انسانی صحت دماغ پر خاص اثر کرتی ہے۔ خرابی صحت کے ساتھ دماغ پر برا اثر ضرور پڑتا ہے کم سے کم سستی کسل اور ہمت کی کمی ضرور پیدا ہو جاتی ہے۔ ورزشوں کی عادت جو ڈالی جاتی ہے وہ اسی لئے ہوتی ہے کہ انسان کے جسم میں چستی اور پھرتی پیدا ہو اور اُسکے اعضاء درست رہیں اور اُسکی ہمت بڑھے۔ اور کوشش کریں کہ کھیلیں ایسی ہوں جو نہ صرف جسمانی قوتوں کو بلکہ ذہنی قوتوں کو بھی فائدہ پہنچانے والی ہو اور وہ آئندہ زندگی میں ان کے کام آسکیں۔

پی ٹی سے جسم مضبوط ہوتا ہے کمر طاقتور ہوتی ہے۔ سینہ چوڑا ہوتا ہے اور سانس پیٹ میں اچھی طرح سمانے کی مشق ہوتی ہے جو صحت کی درستی کیلئے ضروری ہے۔ اسی طرح دوڑنا کودنا چھلانگیں لگانا بوجھ اُٹھانا گولہ پھینکنا ایسی کھیلیں ہیں جو نہ صرف صحت کیلئے مفید ہیں بلکہ انسان کی عملی زندگی میں کام آنے والی ہیں۔ (الفضل ۲۸/ مارچ ۱۹۳۹ء)

(سیکرٹری صحت جسمانی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

علاقہ آندھرا ضلع کرشنا و گوداوری میں شدید مخالفت

مورخہ ۹۸۔۱۔۱۶ کو جماعت جنگہ پالم ضلع کرشنا میں جماعت اسلامی و سنی جماعت کے سرکردہ ملاں ملکر صوبائی سطح پر علاقہ اندھرا کے قریہ بہ قریہ پھر کر جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت کی آگ کو بھڑکانے میں انتہائی کوشش کر رہے ہیں اور بڑے پیمانے پر مہم چلا رہے ہیں چنانچہ ۹۸۔۱۔۱۶ کو ایک لاری بھر کے ایک صد غنڈوں کے ساتھ ملاں ماہ رمضان میں جمعہ کی نماز سے ایک گھنٹہ پہلے احمدیہ مسجد اور اس سے ملحق مکرم صدر جماعت شیخ کریم صاحب کے گھر پر دھاوا بول دیا۔ موجود افراد کو مارا پیٹا اور صدر صاحب کی بیٹی کے گلے سے زیورات چھین کر لے گئے زیر تعمیر مسجد کے کام کو زبردستی روک دیا اور دھمکیاں دی گئیں کہ اگر تعمیر شروع ہوئی تو قتل کر دیں گے۔

اس سلسلہ میں صوبائی امیر صاحب آندھرا اور مکرم سیٹھ زبیر صاحب کے تعاون سے پولیس کے اعلیٰ افسران S.P اور علاقہ کے Dy. sp سے رابطہ کر کے کارروائی کی جارہی ہے۔ تمام احباب سے دُعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ جماعت کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے۔

(عبد السلام مبلغ سلسلہ)

بقیہ صفحہ: (۱۰)

کوشش کرے گی جس سے کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں اگر کچھ عرصہ لائیکوپوڈیم دیں یہاں تک کہ لائیکوپوڈیم خود سلفر کا مطالبہ کرے پھر سلفر دیں جب سلفر فلکیریا کی علامتوں میں تبدیل ہو جائے تو فلکیریا دیں اس صورت میں کوئی اندرونی تصادم واقع نہیں ہوتا۔

سلفر کے مریض کو بہت پیاس لگتی ہے۔ مریض کے لئے کھڑا ہونا مشکل ہے۔ تھوڑا سا بھی کھڑے ہونے سے کئی تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں چلنے میں اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ سلفر کی چند خوراکیں اس رجحان کو ٹھیک کر دیتی ہیں۔

سلفر کا مریض چونکہ نہانے سے نفرت کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نہانا اسے راس نہیں آتا اور گرم مریض ہونے کے باوجود اسے نہانے کے بعد سردی لگ جاتی ہے اور نزلہ، زکام ہو جاتا ہے۔ ایسے نزلہ میں فوری طور پر ایکونائٹ دینی چاہئے پھر سلفر دیں۔

Shingals جو اعصابی ریشوں پر نکلنے والے چھالوں کی بیماری ہے اس میں سلفر بہت اچھی ہے۔ صبح کے اسہال میں بھی سلفر مفید ہے لیکن ڈاکٹر کینٹ نے متنبہ کیا ہے کہ صبح کے اسہال کو سلفر کی علامتوں کی وجہ سے سلفر سے روکنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اگر اسہال رک گئے تو وہ پھیپھڑوں کی تکلیفوں کو بڑھا دے گی جو خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ جسم نے نارمل طریق پر رد عمل دکھاتے ہوئے زہریلے مواد کو نکالنے کے لئے اسہال کا راستہ اختیار کیا اگر سلفر دیں تو اسہال فوراً رک جائیں گے لیکن پھیپھڑوں کی تکلیف بڑھ جائے گی اس لئے نرم دواؤں سے اسہال کا علاج کرنا چاہئے اور پھر تپدق کے مرض کو جڑ سے اکھیڑنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

خسرہ میں بھی عموی طور پر سلفر بہت اچھا کام کرتی ہے۔ اگر جلن اور بے چینی بہت بڑھ جائے اور خدشہ ہو کہ بیماری اندرونی جھلیوں پر حملہ نہ کر دے تو سلفر کے علاوہ آرسنک بھی مفید ہوتی ہے سلفر میں بھی یہی علامتیں ہیں لیکن بے چینی نہیں ہے۔ دانوں میں جلن اور آگ لگنے کا احساس ہوتا ہے، آرسنک میں بے چینی اس کے علاوہ ہے۔

حفاظتی ٹیکوں کے بداثرات کو دور کرنے میں بھی سلفر اچھی دوا ہے اس کے علاوہ چند اور دوائیں بھی مفید ہیں۔ آرنیکا جسم میں ٹیکے کے رد عمل کے طور پر پیدا ہونے والی دکھن میں مفید ہے۔ یہ دکھن دراصل ٹیکے کی دوا سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس دوا میں ملاوٹ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اصل دوا کا رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جس مرض کو دور کرنے کے لئے وہ دی جاتی ہے اسی مرض کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً کالی کھانسی کا علاج کیا جائے تو کالی کھانسی کا دورہ پڑ جائے۔ بعض اوقات یہ علامتیں مزمن ہو کر لمبا عرصہ تکلیف دیتی ہیں ان اثرات کو مٹانے کے لئے سلفر، تھوجا اور Malandrinum چوٹی کی دوائیں ہیں۔ علامتیں دیکھ کر جس دوا سے زیادہ تعلق معلوم ہو وہ دیں۔ آرنیکا جسم کی دردوں اور بخار کی عموی علامتوں سے تعلق رکھتی ہے۔

سلفر کے مریض کو فلسفی بننے کا بھی بہت شوق ہوتا ہے اگر یہ شوق جنون کی حد تک پہنچ جائے تو سلفر کی ایک دو خوراکوں سے کافی فرق پڑتا ہے۔ بعض تجارتی فلسفی ہوتے ہیں جو ہر وقت سکیمیں بناتے رہتے ہیں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں کرتے بس سوچتے رہتے ہیں، سست مزاج ہوتے ہیں کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ اپنی سوچوں میں رہتے ہیں ان کا علاج سلفر ہے۔ سلفر کے مریض کو سر درد ہوتا ہے جس کا دورہ ہفتہ میں ایک دفعہ پڑتا ہے اور گرمی پہنچانے سے آرام آتا ہے حالانکہ سلفر کی عموی تکلیفیں گرمی سے بڑھتی ہیں خاص طور پر بستر میں گرم ہونے سے اور کمرے کی گرمی سے لیکن اس کے سر درد کو گرم کمرے میں آرام آتا ہے اسی طرح گرم ٹکور سے بھی فائدہ پہنچتا ہے۔

آنکھوں کے سامنے چنگاریاں اور شعلے نظر آتے ہیں کبھی کبھی سر اوپر اٹھانے سے تارے نظر آ جاتے ہیں مختلف قسم کے رنگوں کے دھبے بھی ناچتے ہیں عام طور پر سر درد شروع ہونے سے پہلے اسی قسم کی چیزیں آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگتی ہیں۔ اگر شروع میں سلفر دے دی جائے تو سر درد ہوگا ہی نہیں۔ سر درد سے پہلے آنکھوں کے سامنے دھبے آنے لگیں تو نیٹرم میور اور سرائینم بھی مفید دوائیں ہیں۔ آنکھوں میں جلن اور گرمی کا احساس بھی سلفر کی علامت ہے۔ ہر قسم کے ایگزیما اور خارش میں بھی مفید ہے پرانے نزلہ، زکام میں اور ناک سے آنے والی بدبو میں بھی سلفر مفید ہے۔ یہ بدبو مریض خود محسوس کرتا ہے دوسروں کو پتہ نہیں چلتا۔

اگر دائیں طرف شدید قسم کا اعصابی درد ہو تو اس میں بھی سلفر مفید ہے اس کے علاوہ سلیشیا میگ فاس، سینگونیریا بھی اچھی دوائیں ہیں لیکن سلفر زیادہ گہری اور مؤثر دوا ہے۔ اگر ہونٹ کٹے پھٹے ہوں اور ان میں زخم بنتے ہوں تو سلفر بھی اچھی دوا ہے۔ غدودوں میں سوزش پیدا ہوتی ہے جو مستقل ہو جاتی ہے۔ گلے میں اور سلسلہ وار دائیں بائیں گلٹیاں بننے لگتی ہیں ان میں سلفر کے علاوہ فلکیریا فلور اور لیوپس بھی اچھی دوائیں ہیں۔

مسوڑھے خراب ہو جائیں دانت ڈھیلے ہو کر لٹکنے لگیں تو سلفر مفید دوا ہے صرف ایک دانت میں تکلیف ہو تو اس کے لئے سلفر کے بجائے اور دوائیں ہیں جو فائدہ دیتی ہیں۔ مسوڑھوں میں جلن، خون آنا اور دانتوں میں کیڑا لگنے کی علامت بھی سلفر میں پائی جاتی ہے۔ گیارہ بجے معدہ کی کھرچن نمایاں ہے اس کے علاوہ بھی کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور وقتاً فوقتاً کچھ کھانا پڑتا ہے۔ پیٹ کی ہواؤں میں بہت سی دوائیں ہیں جو اچھا اثر دکھاتی ہیں لیکن معین دوا کی تلاش بہت مشکل ہے اگر کوئی دوا کام نہ کرے تو عموماً سلفر بھی بہت مفید ہوتی ہے خصوصاً بدبودار ہوا میں سلفر زیادہ کار آمد ہے۔ بودار ہواؤں میں کاربوویج اور سورائینم کا بھی تعلق ہے۔ انتڑیوں میں پرانی سوزش کی وجہ سے یا جراثیم وغیرہ کی وجہ سے ہوا میں بدبو اور سڑاند پیدا ہو جاتی ہے ان میں سلفر مفید ہے اور اسی سے علاج شروع کرنا چاہئے۔ اگر اس کے اثر سے معین دوا اپنی علامات کے ساتھ کھل کر سامنے آ جائے تو وہ استعمال کریں ورنہ عموی نسخے دینے پڑتے ہیں میں نے ایک نسخہ بنایا ہوا تھا جس کو سی۔ سی۔ ایل کہتا تھا یعنی کاربوویج، چائنا اور لائیکوپوڈیم یہ نسخہ بہت مفید ہے۔ اگر ایک ہفتہ میں آرام آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ بلاوجہ نسخہ کو دھرانا نہیں چاہئے کیونکہ لائیکوپوڈیم ایسا جزو ہے جسے بار بار بےوجہ دھرانا نقصان دہ ہو سکتا ہے کیونکہ پھر پروونگ شروع ہو جاتی ہے یعنی لائیکوپوڈیم اپنی علامتیں بیماری کے طور پر ظاہر کرنا شروع کر دیتا ہے۔

سلفر ہیضہ کی چوٹی کی دوا ہے اگر ہیضہ کی وبا پھیلی ہو تو حفظ ماتقدم کے طور پر کثرت سے سلفر استعمال کروانی چاہئے چند روز ۲۰۰ طاقت میں دن میں ایک دفعہ سلفر دینے سے ہیضہ سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی اور دوا جو عموماً ہیضہ میں کام آتی ہیں میسر نہ ہوں تو سلفر بہت حد تک اکیلی ہی مفید ہے۔ اس کا ہیضہ سے بہت گہرا تعلق ہے اور چونکہ سلفر اینٹی بائیوٹک ہے ہیضہ کے جراثیم کو مارنے میں مفید ہے۔

سلفر پراسٹیٹ گلینڈ پر بھی بہت گہرا اثر کرتی ہے اور میں اسے تھوجا کے ساتھ ملا کر دیتا ہوں۔ عموی طور پر بہت ہی مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ Chimaphila اور Sabalserrulata بھی مفید دوائیں ہیں۔ یہ ایک عموی نسخہ ہے اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو اور دوائیں تلاش کی جاسکتی ہیں لیکن سلفر کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ پیشاب کھل کر نہیں آتا اور مریض کو یہ احساس رہتا ہے کہ اچھی طرح فارغ نہیں ہوا۔ ہلکی خفیف سی جلن اور چبھن ہوتی ہے اور بے آرامی محسوس ہوتی ہے۔ دو چار دن سلفر استعمال کرنے سے نمایاں فرق پڑتا ہے اگر پیشاب میں پیپ اور رطوبت آئے اور مثانے کو سردی لگ جانے کی وجہ سے رات کو بار بار پیشاب آئے تو اس میں بھی مفید ہے۔ یہ رجحان بعض اور دواؤں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ڈلکامارا میں مثانے کو نزلہ ہو جاتا ہے اور بہت کھل کر بار بار پیشاب آتا ہے۔ سلفر مردانہ و زنانہ کمزوریوں میں بھی مفید ہے۔ عورتوں کے بانجھ پن میں بھی سلفر کو اہم مقام حاصل ہے۔ بعض ادویات بانجھ پن میں بہت مفید ہیں اگر بانجھ پن کے ساتھ مریضہ بہت پرخون ہو اور چہرہ تمتما اٹھے اور گرم لہریں محسوس ہوں تو اس میں ایپس، لیکسز، پلسٹیلا مفید ہیں۔ سیپیا عموماً خون کی کمی والی عورتوں میں مفید ثابت ہوتی ہے اس میں سیڑھیاں چڑھنے سے سانس چڑھتا ہے، چہرے پر نشان پڑتے ہیں۔ یہ علامتیں سلفر میں بھی پائی جاتی ہیں۔ سینے میں کھڑکھڑاہٹ ہوتی ہے اس کے ساتھ شدید جلن کا احساس سانس لینے میں دقت ہوتی ہے اور مریض کھڑکیاں کھولنا چاہتا ہے، آواز گھٹ جاتی ہے اور ساری چھاتی میں گرمی کی لہریں محسوس ہوتی ہیں جو سر تک جاتی ہیں۔ سرخ اور بھورے داغ بن جاتے ہیں اور سینہ بہت بوجھل محسوس ہوتا ہے۔ چبھنے والے درد کی لہریں پیچھے کمر تک جاری ہیں اور کمر کے بل لیٹنے سے اور گہرا سانس لینے سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دونوں کندھوں کے درمیان بھی درد ہوتا ہے۔ سلفر کی ایک اور علامت یہ ہے کہ اس میں ہاتھ کانپتے ہیں گرم ہوتے ہیں۔ رات کے وقت پاؤں کے تلوے اور ہاتھ کی ہتھیلیاں جلتی ہیں۔ گھٹنے اور ٹخنے اکڑنے کا رجحان بھی ہوتا ہے۔ کندھے آگے کو جھک جاتے ہیں اور مریض بوڑھوں کی طرح جھک کر چلتے ہیں۔

سلفر کے مریض کی ذہنی علامات بھی بہت نمایاں ہیں۔ یاد داشت کمزور ہوتی ہے اور سوچ بچار میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ سر درد جس میں جھکنے سے اضافہ ہو جاتا ہے دائمی سر درد جو اپنے وقت پر عود کر آتا ہے خشکی سے بال بھی گرتے ہیں۔

سلفر کے مریض کے سینہ میں دباؤ اور جلن کا احساس ہوتا ہے سانس رکتا ہے اور مریض کھلی ہوا پسند کرتا ہے آدھی رات کو دم گھٹتا ہے اور سینے پر بوجھ کا احساس ہوتا ہے۔ سلفر کے مریض کی تکلیفیں آرام کرنے، کھڑے ہونے، بستر کی گرمی سے نہانے سے اور صبح کے وقت بڑھ جاتی ہیں۔ گرم موسم میں، دائیں کروٹ لیٹنے سے آرام آتا ہے۔ وہ لوگ جو کوئلے کی کانوں میں کام کرتے ہیں یا کسی اور رنگ میں کوئلے سے تعلق رکھتے ہیں انکے لئے سلفر بہت ضروری دوا ہے کیونکہ یہ کوئلے کی وجہ سے پیدا ہونے والی بعض بیماریوں میں مفید ہے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, March 26th 1998 ISSUE NO.- 13

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 62)

سلفر

SULPHUR

(Sublimated Sulphur)

سلفر ان چوٹی کی دواؤں میں سے ہے جن کے بغیر ایک ہومیوپیتھک معالج کا گزارہ نہیں ہوسکتا۔ یہ غیر معمولی طور پر طاقتور دوا ہے اور انسانی جسم پر حملہ آور جراثیم کے مقابلہ کی بنیادی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور سورک دواؤں میں بہت اونچا مقام رکھتی ہے۔ سورا ان امراض کو کہتے ہیں جو اگر دبا دی جائیں تو اندر غدودوں پر حملہ کر دیتی ہیں یا اندرونی جھلیوں پر اثرانداز ہو جاتی ہیں جو بہت خطرناک چیز ہے بہتر ہے کہ اندر کے غدودوں اور اندرونی جھلیوں کو بچانے کی خاطر جو زندگی کے لئے زیادہ ضروری ہیں جلد پر بیماری کو نکالا جائے بیماری کو باہر نکالنے والی دواؤں میں سرفہرست سلفر اور مرکری ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مرکری اور سلفر کا انسانی جسم کے تعلق میں اہم کردار بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے روحانی ذریعہ سے علم ہوا ہے اور میری طبیعت میں غیر معمولی جوش پیدا کیا گیا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو اس کی اطلاع دوں کیونکہ اس میں معالجین کے لئے بہت بڑے فوائد مضمر ہیں اور بہت گہرے راز ہیں کہ اگر طاعون پھیلا ہوا ہو تو سلفر اور مرکری وہ دوائیں ہیں جو غدودوں سے بیماریاں نکال کر جسم کی سطح پر یعنی جلد پر ظاہر کر دیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ اگر جلدی بیماریاں پھیلا دی جائیں تو یہ طاعون کا بہترین دفاع ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سلفر کا وہ استعمال جو اندر سے بیماریوں کو باہر کی طرف پھینکے یہ وہ روحانی علم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا ہے۔ آپ کے بیان میں سلفر کے اس استعمال کا کوئی ذکر نہیں ملتا جو بیماریوں کو دبا دے اور بیماریاں بہت اندر گہری اترتی چلی جایں۔ ایلوپیتھک ڈاکٹر بیماریوں کو دبانے کے لئے اینٹی بائیوٹک دوائیں استعمال کرتے ہیں جن میں سے اکثر کا بنیادی جزو سلفر ہے۔ سلفر کو اگر بہت زیادہ مقدار میں دیا جائے تو اس سے جسم کو لمبے اور گہرے نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔ اینٹی بائیوٹک دواؤں کا بنیادی کردار یہ ہے کہ جراثیم اور حملہ آور بیماریوں سے براہ راست نپٹا جائے اگر انسانی دماغ کو اپنے طور پر خوداعتمادی کے ساتھ حملہ آور بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی تربیت نہ دی جائے اور زیادہ سے زیادہ انحصار جسمانی طبعی دفاعی پر نہ کیا جائے تو پھر بھی بہت گہرے اور دور رس نتائج ظاہر ہوتے ہیں اور وہ نقصان ایسے ہیں جن کا سلفر کی موجودگی یا عدم موجودگی سے کوئی تعلق نہیں۔ بنیادی اور مرکزی بات یہ ہے کہ جسم کو اس کے قدرتی دفاع کے استعمال میں مدد ملنی چاہئے اور اسے ابھارنا چاہئے۔ انسانی جسم میں جو قدرتی نظام دفاع موجود ہے اس میں بنیادی طور پر یہ صلاحیت موجود ہے کہ ہر قسم کی بیماری کا قلع قمع کرے۔ سلفر کو اگر ہومیوپیتھک میں اونچی طاقت میں دیا جائے تو وہ بہت طاقتور اینٹی بائیوٹک کا کام کرتی ہے لیکن مختلف طریق سے۔ سلفر بیماریوں کے جراثیم پر براہ راست حملہ نہیں کرتی بلکہ جسم کو ان جراثیم کی موجودگی کا احساس دلاتی ہے اور پھر جوابی حملہ کرتی ہے۔ اس لحاظ سے پرانی چھوت کی بیماریوں میں وقتاً فوقتاً سلفر کی ضرورت رہتی ہے۔ سلفر اور سلیشیا گرمی اور سردی کے احساس کے لحاظ سے مخالف بلکہ متصادم مزاج رکھتی ہیں اس کے باوجود اگر کسی مریض کو سلیشیا دی جا رہی ہو تو کبھی کبھی سلفر دو سو کی طاقت میں دی جائے تو سلیشیا کے اثر کو دوبارہ تازہ کر دیتی ہے۔ نہ صرف سلیشیا بلکہ دوسری دواؤں سے بھی سلفر کا یہی سلوک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بنیادی طور پر دفاعی نظام کو بیدار کرنے میں اور اسے ابھارنے میں سلفر بہت اچھی دوا ہے۔ یہی بنیادی اور مرکزی بات ہے کہ جسم کو اس کے قدرتی دفاع کے استعمال میں مدد دینی چاہئے کیونکہ اس نظام میں بنیادی طور پر یہ صلاحیت موجود ہے کہ ہر قسم کی بیماری کا قلع قمع کرے۔ بسااوقات بعض امراض بغیر کسی وجہ کے اچانک ٹھیک ہو جاتے ہیں اور ڈاکٹروں کو بھی سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ اس "کیوں" کے معاملہ کا تعلق اس دفاع کے نظام سے ہے جو خدا تعالیٰ نے جسم کو مہیا فرمایا ہوا ہے۔

بعض اوقات انسانی جسم کچھ عادات کو اپنا لیتا ہے جو رفتہ رفتہ اتنی پختہ ہو جاتی ہیں کہ انہیں چھوڑنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ سلفر میں یہ گہری خاصیت پائی جاتی ہے کہ مختلف قسم کی عادتوں اور نشوں کو توڑتی ہے۔ شراب کے نشے کے تعلق میں میں نے ایک عادی شرابی جن کا تعلق مشرقی جرمنی سے تھا تجربہ کیا تھا وہ شراب کے نشے کے اس حد تک عادی ہوچکے تھے کہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتے تھے اور کسی قسم کے علاج سے بھی انہیں فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے ان کو کہا کہ سلفیورک ایسڈ کا ایک قطرہ پانی میں حل کرکے دن میں تین دفعہ استعمال کریں۔ دو تین مہینے کے بعد مجھے ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ بالکل شفایاب ہوگئے ہیں چند دن میں ہی کایا پلٹ گئی اور شراب سے ہی نفرت ہوگئی۔ اس واقعہ سے علم ہوتا ہے کہ سلفر کا عادات سے تعلق ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر دفعہ جب کوئی دوا اپنا اثر دکھا کر کم کردے تو اس میں اس کی طاقت ہی بڑھائی جائے۔ اگر کوئی دوا ۳۰ طاقت میں کام کر رہی ہے اسے ۲۰۰ طاقت میں دیں تو کوئی نمایاں فرق نہیں پڑتا لیکن ایسی ہر دوا جو فائدہ پہنچا چکی ہو اس کے درمیان میں سلفر استعمال کروائیں تو وہ اچانک دوبارہ فائدہ پہنچانا شروع کردے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ سلفر جسم کی عبادات اور نیند وغیرہ سے تعلق ہے جسے توڑنے کا کام کرتی ہے۔

سلفر کے مریض کی ہر چیز درہم برہم ہوتی ہے اور اسکی عادات میں بے ترتیبی پائی جاتی ہے اور وہ نہانے سے سخت نفرت کرتا ہے اس پہلو سے اس کا مزاج اوپیم سے ملتا ہے افیمی کو بھی نہانے سے نفرت ہوتی ہے اگر کسی مریض میں سلفر کی گہری علامتیں پائی جائیں تو یہ اتنی وسیع اثر والی دوا ہے کہ اس کی اکثر بیماریوں میں یہی دوا کافی ہوگی لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر مزاج کی دوا ہر بیماری میں مؤثر ہو اگر سلفر کا مریض ہو تو سلفر دیں کچھ نرمی آ جائے گی کچھ زائد تکلیفیں ہٹ جائیں گی جو رہ جائیں گی ان کا علاج آسان ہو جاتا ہے۔ سلفر کا مریض سخت گندہ ہوتا ہے جسم سے بدبوئیں اٹھتی ہیں، بغلوں اور پاؤں میں بدبودار پسینہ آتا ہے۔ صفائی ستھرائی کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کے باوجود اس کی طبیعت میں ایک عجیب تضاد ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ سخت بدبودار ہوتا ہے، اس کی بغلیں، پاؤں، سانس سب کچھ متعفن ہوتے ہیں لیکن وہ خود کوئی بو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ اگر وہ اپنی بو میں بسا رہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن دوسروں کی بو برداشت نہیں کرسکتا۔ دراصل بنیادی طور پر یہ بات انسان کی فطرت میں ودیعت ہے۔ اپنی بوئیں جانوروں کو بھی بری نہیں لگتیں، شیر کے بھٹ کے پاس سے گزریں تو خطرناک بو آتی ہے لیکن انہیں اچھی لگتی ہے انہیں آدمی سے بو آتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ بات تعجب انگیز ضرور ہے لیکن فطرت کے خلاف بات نہیں ہے۔ سلفر کا مریض بعض دفعہ اپنی بو سے بھی سخت بیزار ہوتا ہے اور الٹیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ سلفر کے مریض کا فضلہ اتنا بدبودار ہوتا ہے کہ صفائی کے باوجود بدبو ساتھ چمٹی رہتی ہے۔

سلفر کے مریض عموماً چلتے پھرتے ہوئے ٹھیک رہتے ہیں لیکن جونہی بستر میں لیٹ کر گرم ہوں تو بہت سی بیماریاں عود کر آتی ہیں۔ یہ بات سلفر کے علاوہ مرکری میں بھی پائی جاتی ہیں اور ان دونوں کے بنیادی مزاج میں داخل ہے۔ گرمی و سردی کے مضر ہونے کے لحاظ سے بھی یہ دونوں دوائیں مشابہت رکھتی ہیں۔ لیکن بعض ایسی علامات بھی ہیں جو ان دونوں میں تمیز کر دیتی ہیں مثلاً سلفر کے مریض کا مونہہ عموماً نارمل یا پھر خشک ہوتا ہے لیکن مرکری کے مریض کا مونہہ لعاب سے بھرا ہوا بلکہ بعض اوقات رالیں ٹپکتی ہیں۔ مرکری کے مریض بچوں کو جب بھی گلے یا پھیپھڑوں میں انفکشن ہو تو اس کی رالیں بہنا ایک نمایاں نشان بن جاتا ہے۔ بعض اور دواؤں میں بھی رالوں کا بہنا پایا جاتا ہے لیکن سلفر اور مرکری کے موازنے میں اگر دیگر علامات ملتی ہوں تو یہ ایک فرق کرنے والی علامت ہوگی۔ ان دنوں دواؤں میں ایک اور علامت بھی مشابہہ ہے وہ یہ کہ دونوں کے مریض کے اخراجات میں سخت بدبو ہوگی لیکن مرکری اور سلفر کی بدبو میں بھی ایک فرق ہے۔ مرکری کی بدبو موت کی بو سے مشابہہ ہے مثلاً جب گوشت گل سڑ کر خراب ہو جائے اور اس میں زہریلے مادے پیدا ہوں تو وہ ایک خاص قسم کی بدبو ہوگی جو ہر دوسری قسم کی بدبو سے الگ ہوتی ہے۔ سلفر کی بو انسان کے عام اخراجات کی بو سے تعلق رکھتی ہے۔ دونوں میں اخراجات جہاں سے بھی گزرتے ہیں وہاں جلد کو چھیلتے چلے جاتے ہیں۔ عورتوں کے لیکوریا میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔

سلفر میں تقریباً ہر قسم کی جلدی امراض ملتی ہیں مثلاً چھالے، خشک خارش، تر خارش جلد پر خشکی سے چھلکے بن بن کر اترنا جیسے مچھلی کی جلد ہوتی ہے۔ خارش سے خون بہنے کا رجحان، مختلف قسم کے پھوڑے پھنسیاں غرضیکہ ہر قسم کی علامت اس میں موجود ہو سکتی ہے اس کے علاوہ جلن بھی سلفر کا نمایاں حصہ ہے۔ سلفر کو اگر بغیر علامتوں کے بھی جلدی امراض میں دیں تو بیماری کو نتھار کر اصل صورت میں سامنے لے آتی ہے۔ سر کی چوٹی، آنکھوں، چھاتی اور دونوں کندھوں کے درمیان جلن ہوتی ہے بعض اوقات جسم سے آگ کے شعلے نکلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، بواسیر مسوں، چھالوں، معدہ اور گلے میں بھی جلن کا احساس ہوتا ہے، پیشاب بھی جلتا ہوا آتا ہے بعد میں دیر تک جلن محسوس ہوتی ہے۔ مریض کے پاؤں رات کو جلتے ہیں اور وہ بستر سے باہر نکال کر انہیں ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے۔

سلفر کے مریض کی بھوک بھی ایک خاص علامت رکھتی ہے بہت بھوک محسوس کرنے کے باوجود تھوڑا سا کھانے کے بعد ہی اشتہاء ختم ہو جاتی ہے۔ یہ علامت سب سے زیادہ لائیکوپوڈیم میں نمایاں ہے۔ سلفر کی امتیازی علامت یہ ہے کہ مریض صبح گیارہ بجے معدے میں کمزوری محسوس کرتا ہے۔ کھرچن اور نیچے گرنے کا احساس ہوتا ہے، فوری کھانے کی طلب اتنی شدید ہوتی ہے کہ ذرا بھی انتظار دوبھر ہوتا ہے اور غشی آ جاتی ہے۔

جسم کے کسی حصہ میں بھی رگڑ لگنے سے اگر ابھار سا ہو جائے جیسے پاؤں میں تنگ جوتا پہننے سے رگڑ لگ جائے اور وہاں سخت کھرنڈ سا بن جائے گا اس قسم کی سب چیزیں سلفر کی خاص علامات ہیں کیونکہ جلد بہت حساس ہو جاتی ہے اور ذرا سی رگڑ لگنے سے بھی زخم بن جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ چنبل کے کھرنڈ بہت بدوضع اور پھیلنے والے ہوتے ہیں جس میں خشکی پائی جاتی ہے۔ عام طور پر Venous System خراب ہو تو بواسیری موکے وغیرہ بھی پیدا ہوتے ہیں۔ سلفر اور نکس وامیکا ملا کر دینے سے افاقہ ہوتا ہے۔

بعض اوقات ٹانگوں میں نیلی وریدیں پھول کر جالا سا بنا دیتی ہیں جنہیں Varicose Veins کہتے ہیں۔ عورتوں میں یہ تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ بار بار حمل کے بوجھ اٹھانے کی وجہ سے یہ تکلیفیں ہو جاتی ہیں۔ وریدوں میں خون گاڑھا ہو کر جمنے لگتا ہے۔ ایلوپیتھک میں تو صرف اپریشن کے ذریعہ ہی اس کا علاج کیا جاتا ہے لیکن ہومیوپیتھک میں بہت سی ایسی دوائیں ہیں جن کے ذریعہ ان رگوں کی تکلیف کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے سلفر ان میں سے ایک ہے۔ ایسکولس کی علامات بھی Varicose veins سے مشابہہ ہیں۔ اگر بیماری مزمن ہو جائے اور نیلاہٹ آکر ٹھہر جائے تو سلفر اور ایسکولس اور اس سے ملتی جلتی اور دوائیں بھی استعمال کرنی چاہئیں۔ ان نیلی رگوں کی بیماری کی وجہ والوز اور ان کے اردگرد کے عضلات کی کمزوری ہے اس لئے ایسی دوا کی ضرورت ہے جو آہستہ آہستہ اس منجمد صورتحال کو بہتر بنائے اور خون کے اندر بھی اثر کرے۔ ایسکولس میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں اور اس کا خون اور عضلات کی بنیادی کمزوری سے بھی گہرا تعلق ہے۔ جب والوز میں کمزوری پیدا ہو جائے تو وہ ڈھیلے ہو کر پھیل جاتے ہیں اور محض خون کی دوائی فائدہ نہیں دے سکتی۔ آرنیکا کی اونچی طاقت دے کر پھر سلفر سے علاج شروع کریں۔

سلفر سن یاس میں چوٹی کی دوا ہے یعنی وہ عمر جس میں پہنچ کر عورتوں کا حیض بند ہو رہا ہو تو کئی قسم کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ چہرے اور سر پر گرمی کی لہریں محسوس ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ لگتا ہے کہ دل پر بھی اثر ہے۔ اس دور میں پلسٹیلا بھی استعمال ہوتی ہے مگر مجھے اس کا کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آیا۔ بیلاڈونا اور پلسٹیلا ملا کر دینے سے فرق پڑتا تھا، سلفر اکیلی ہی کافی ہے۔

سلفر کی بیماریاں سونے کے بعد بڑھتی ہیں اور مریض گھبرا کر اٹھ جاتا ہے۔ رات کے پچھلے پہر زیادہ گھبراہٹ ہوتی ہے۔ سونے کے بعد بڑھنے والی تکلیف جسمانی نہیں بلکہ ذہنی ہے بیماری کے اثر سے مریض بے چین ہوتا ہے اٹھتا بھی ہے تو بے سکون ہوتا ہے۔ صبح ۱۱ بجے کے قریب پھر تکلیف بڑھنے لگتی ہے۔ رات کو تکلیف بڑھنے کی علامت لیکسز سے مشابہہ ہے چونکہ سلفر اپنی ذات میں بہت طاقتور اینٹی بائیوٹک ہے اور جسم کو متنبہ کرتی ہے کہ تمہارے اندر فلاں جگہ جراثیم کی بہت خطرناک کارروائی ہو رہی ہے فوراً بیدار ہو جاؤ۔ یہ کارروائی براہ راست نہیں بلکہ دفاعی نظام کو جگا کر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ سلفر کا اپنا بھی دائرہ عمل ہے جو بے مثال ہے۔ بعض دفعہ بچے کی پیدائش کے بعد پلاسینٹا کا کچھ حصہ رحم میں ہی رہ جاتا ہے اور پوری صفائی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے بخار ہوتا ہے اس میں سلفر اور پائیروجنم ملا کر دینا بہترین نسخہ ہے۔ اسی طرح نزلہ و زکام کے ساتھ ہونے والے بخار جو عام روزمرہ کی دواؤں سے ٹھیک نہ ہوں ان میں بھی سلفر اور پائیروجینم ۲۰۰ کی طاقت میں ملا کر دینے سے بہت جلد افاقہ ہوتا ہے۔

گاؤٹ یعنی جوڑوں کی تکلیف کے لئے بھی سلفر بہت مفید ہے۔ بعض دفعہ سلفر کھانے سے گاؤٹ کی تکلیف ظاہر ہو جاتی ہے اور مریض خوفزدہ ہو کر اس کا استعمال چھوڑ دیتا ہے حالانکہ اگر سلفر سے گاؤٹ کی تکلیف ظاہر ہو تو پھر اسی سے علاج ہونا چاہئے اگر ایسا نہ ہو تو یہ بیماری دب جائے گی اور دوسری گہری بیماریوں کا پیش خیمہ ہوگی جو بآسانی قابو میں نہیں آسکتیں۔ تپدق اور پھیپھڑوں کی امراض میں سلفر بھی سلیشیا کی طرح بہت محتاط ہو کر استعمال کرنی چاہئے کیونکہ یہ بھی پھیپھڑوں کو بہت طاقتور رد عمل کا حکم دیتی ہے اور اگر بیماری بڑھنے کی وجہ سے پھیپھڑے کمزور ہوچکے ہوں تو وہ رد عمل کے ساتھ ہی پھٹ جائیں گے اور مریض دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ سلفر تپدق کے ان مادوں کو جو مختلف شکلوں میں خلیوں اور اندرونی پردوں میں لپٹے پڑے ہوتے ہیں توڑتی ہے اور باہر نکالتی ہے کیونکہ سلیشیا کی طرح اس کو اجنبی چیزوں کی موجودگی ناپسند ہے اسی لئے جراثیم کے خلاف حملہ کرتی ہے۔ اس میں سلفر کا دائرہ نسبتاً محدود ہے یہ اجنبی زندگی سے متنفر ہے اور سلیشیا ہر اجنبی چیز سے چاہے وہ ریت کا ذرہ ہو یا دبی ہوئی بندوق کی گولی ہو یا شیشے کا ٹکڑا۔ سلیشیا کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ ہر اس چیز کے خلاف رد عمل پیدا کرتی ہے جن کا جسم کے ساتھ کوئی امتزاج اور ہم آہنگی نہیں ہے لیکن زندگی سے تعلق رکھنے والی وہ شکلیں جو انسانی جسم کا حصہ بن کر اس کی مددگار بنتی ہیں ان کے خلاف کوئی رد عمل پیدا نہیں کرتی۔ وہ جراثیم جو زندگی کو نقصان پہنچانے والے ہیں ان کے خلاف اتنا طاقتور رد عمل پیدا کرتی ہے کہ سل کے مریض کو اس رد عمل کے نتیجہ میں مار بھی سکتی ہے۔ یہ حکم ٹھیک دیتی ہے لیکن اس کی مقدار پر نظر رکھنا ہومیوپیتھک معالج کا کام ہے اگر وہ غلطی کرے اور زیادہ طاقتور حکم دے دے تو جسم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اس سے نپٹ سکے اس لئے وہ اپنی کوشش میں ہی ختم ہو جائے گا۔ شروع میں چھوٹی طاقت میں دیں اگر فائدہ ہو تو رفتہ رفتہ طاقت بڑھائیں ورنہ ہاتھ کھینچ لیں اور مریض کو مددگار دوائیں دیں مثلاً سٹینم بہت اچھی ہے آہستہ آہستہ مریض میں طاقت پیدا کرتی ہے۔

سلفر اور سلیشیا کے مزاج میں بھی فرق ہے سلفر گرم ہے اور سلیشیا ٹھنڈی دوا ہے۔ سلفر کا کلکیریا کارب سے بھی تعلق ہے اور یہ سلفر کی مزمن دوا ہے۔ کلکیریا کارب بیرونی زندگی کے ذرات یعنی جراثیم وغیرہ جن کو سلفر ختم نہیں کرسکی کو قید کر دیتی ہے ان کے گرد مادے جمع ہو جاتے ہیں اور ایک خول سا بن جاتا ہے جن میں وہ مقید ہو جاتے ہیں کلکیریا کارب دے کر پھر سلفر نہیں دینی چاہئے کیونکہ اگر دوبارہ سلفر دی تو یہ خول توڑنے کی

(باقی صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں)